اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

نگران اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

18/6 2-

۱۸/۳

"اگر مسلمان کو دعوے ہے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب کہے اور اللہ تبارک وتعالے کو معبود مانے تو پھر اس کو زندگی کی ہر ہر حرکت و سکون سے اس دعوے کی دلیل لانا چاہیے"

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

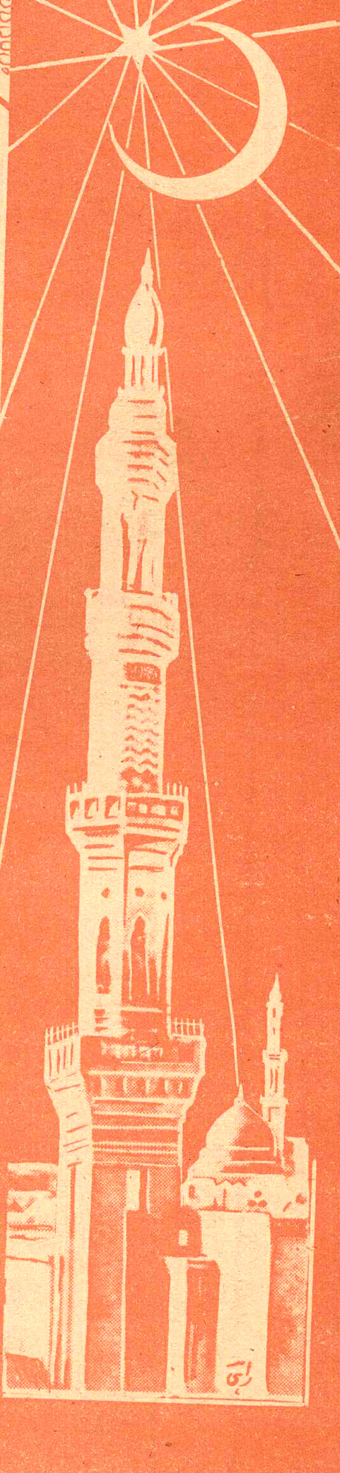

ہجومِ عاشقاں

بسلسلہ نظام شریعت کانفرنس جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، لاہور

ہر طرف ہوں گے رواں لاہور میں
سر بکف پیر و جواں لاہور میں!
الحفیظ والاماں لاہور میں؟
ایسے دیوانے کہاں لاہور میں؟
دیکھنا! اے آسماں لاہور میں
اک ہجومِ عاشقاں لاہور میں
چپّے چپّے سے کھنچے آئیں گے حُر
کارواں در کارواں لاہور میں
خیمہ زن ہوں گے لوائے حق لیے
مُصطفےٰ کے مدح خواں لاہور میں
موت سے ٹکرائیں گے دیوانہ وار
زندگی کے رازداں لاہور میں
آمریت کو کریں گے پاش پاش
حریّت کے پاسباں لاہور میں
ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اب
ظلم کا کوہِ گراں لاہور میں
صف بہ صف ہوں گے مٹانے کیلیے
بربریت کا نشاں لاہور میں
پھر سے دہرائیں گے قاسمؒ کے سپوت
شاملی کی داستاں لاہور میں
پیروانِ مُفتی و درخواستی
ہم عناں و ہم زباں لاہور میں
بالیقیں ہوگی "بلانوشوں کی ڈار"
غمزدہ، ماتم کناں لاہور میں

جانتا ہوں، ہوں گے آتش زیرِ پا
"مُفلسوں کے مہرباں" لاہور میں

اکرام القادری

ہفت روزہ
ترجمان اسلام

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۴
جمعۃ المبارک ۲۴ جنوری، ۱۱ محرم الحرام

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلسِ ادارت
ڈاکٹر احمد حسین کمال
مولانا سعید احمد رائے پوری
سیّد مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ	۳۸ روپے
ششماہی	۱۹ روپے
سہ ماہی	۹/۵۰

فی پرچہ
۷۵ پیسے

پیکجیز پرنٹرز پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

اداریہ

اکرام القادری

عرب اسرائیل جنگ

مشرق وسطیٰ ایک مرتبہ پھر ہولناک جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آتا نظر آ رہا ہے، گزشتہ کئی روز سے مسلسل گرماگرم خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ امریکہ کی تیل کے چشموں پر قبضہ کی دھمکی، اسرائیل کا لبنان پر اچانک حملہ، یاسر عرفات کا فدائین کی براہِ راست کمان سنبھالنا۔ سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ اس مرتبہ اگر جنگ چھڑی تو مشرق وسطیٰ یا عرب اسرائیل جنگ تک محدود نہ رہے گی، بلکہ یہ تباہ کن جنگ دنیا کے ایک وسیع خطے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

تمام دنیا کے مبصرین کی نگاہیں اس وقت مشرق وسطیٰ پر لگی ہوئی ہیں۔ امریکہ پہلے سے کہیں زیادہ کھل کر سامنے آگیا ہے اور روس بھی اپنے آپ کو ہر لمحہ چوکنا رکھے ہوئے ہے۔ دیگر عالمی طاقتیں بھی مشرق وسطیٰ سے دلچسپی رکھتی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اسرائیل امریکی امداد کے بل بوتے پر مسلسل ہٹ دھرمی پر تلا ہوا ہے۔ ان حالات میں یقینی ہے کہ مشرق وسطیٰ میں تباہ کن جنگ کے شعلے پھر سے بھڑک اٹھیں۔ بستیاں، ویرانوں میں تبدیل ہوں۔ انسان خاک و خون میں غلطاں ہوں اور زندگی موت سے ہم آغوش ہو۔ یہ سب کچھ ان طاقتوں کی وجہ سے ہوگا جو امن و آشتی کے کھوکھلے دعوے کرتے نہیں تھکتیں۔

دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ ہمارے نزدیک امریکہ جنگ کی آگ کو ہوا دینے میں براہ راست ملوث ہے۔ یہ امریکہ ہی ہے جس نے اسرائیل کو بے پناہ جنگی ساز و سامان مہیا کر کے شتر بے مہار کر رکھا ہے۔ گزشتہ عرب اسرائیل جنگ کے بعد سے امریکہ نے جس قدر اسلحہ اسرائیل کو دے کر اس کی پیٹھ ٹھونکی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ورنہ اسرائیل کی اپنی حیثیت جانی پہچانی ہے۔

ہماری خواہش ہے کہ عرب اسرائیل جنگ نہ ہو، لیکن اگر خدانخواستہ جنگ ہوئی تو عرب ہیٹے نہیں ہوں گے۔ عربوں کا مورال پہلے سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ عرب اتحاد بھی پہلے سے زیادہ مستحکم اور پائیدار ہے۔ عرب سربراہ کہیں زیادہ چوکنے ہیں۔ مصر کے صدر انور السادات نے اعلان کیا ہے کہ "اگر اسرائیل نے شام پر حملہ کیا تو مصر فوری طور پر جنگ میں کود پڑے گا۔" صدر سادات نے کہا: "میں نے یہ بات سوچ سمجھ کر کی ہے اور امریکہ پر بھی واضح ہے کہ ہم کیا کہ رہے ہیں۔ ہم شام پر بھی اس کی وضاحت کر دی لہے اور پورے انتظامات کے ساتھ تیار رہیں۔ مصر، شام کے خلاف اسرائیلی حملہ کی صورت میں فوری ردّ عمل کی قوت اور استعداد کا حامل ہے اور اس کی مداخلت کے کیا نتائج ہوں گے؟ فوجی اعتبار سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔"

ہمارے نزدیک صدر سادات کا یہ اعلان جرأت، بے باکی، بلند حوصلگی اور دور رسی کا آئینہ دار ہے۔ عرب اس کے سوا اب کر بھی کیا سکتے ہیں کہ متحد ہو کر پوری قوت و استعداد سے اسرائیل اور اس کے پشت پناہوں سے مزاحمت کریں اور اپنے مقبوضہ علاقے کو بازیاب کرانے میں کامیاب ہو

باقی صہ ۱۴ پر

قمر ہاشمی

مجلس عمل کا جلسہ

اور گنبد والی مسجد جہلم کے "پیرِ طریقت"

جمعیۃ علماء اسلام نے جو موقف اول دن سے اختیار کیا تھا آج تک اس پر قائم ہے۔ جمعیۃ اپنے یوم تاسیس سے تادم تحریر رواداری، اتحاد یگانگت اور صلح جوئی کی پالیسی پر گامزن ہے، کیونکہ جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے قائدین دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی بقا و سالمیت اور امت مسلمہ کا روشن مستقبل اتحاد اور اتفاق میں ہے، انتشار و افتراق میں نہیں۔ جو لوگ کسی بھی دور میں جمعیۃ علماء اسلام سے کسی حیثیت سے وابستہ رہے اور بعد میں جمعیۃ سے علیحدگی اختیار کر لی جمعیۃ نے خصوصاً ایسے لوگوں کے معاملے میں تحمل اور بردباری سے کام لیا۔ خواہ ان لوگوں کی جمعیۃ سے عدم وابستگی کی کوئی وجہ ہو۔ ذاتی مفاد آڑے آیا ہو یا جلب زر کی ہوس، حصول جاہ کی خواہش نے بے تاب کیا ہو یا سرکار نامدار کی چوکھٹ پر جبیں سائی نے مضطرب۔ اس قسم کے قابل فراموش افراد اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے کی فاحش غلطی میں مبتلا ہوتے ہوں یا اپنی ذات ستودہ صفات کو منصب اجتہاد پر متمکن خیال کرنے کے جرم کے مرتکب۔ ممکن ہے بعض اپنی ہمہ دانی و ہمہ بینی کے زعم باطل کا شکار ہو کر اس قعر نکبت و مذلت میں گرے ہوں۔ وجہ کچھ بھی ہو ان گم شدگانِ منزل و راہ صواب کے سلسلے میں جمعیۃ کا عمومی طرز عمل خاموشی و درگذر کا رہا ہے، مگر افسوس یہ ہے کہ اس قسم کے تہی دستانِ قسمت اور پیران تسمہ پا اپنی غلطی، پشیمانی و ندامت کے بجائے اہلِ حق کی راہ میں روڑے اٹکانے اور کانٹے بچھانے کی سعی ناکام کرتے رہتے ہیں۔ ان ہی پیرانِ تزویر و مخادعت میں جہلم کے ایک "پیرِ طریقت" بھی ہیں جو کہنے کو تو اپنے آپ کو حضرت شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کا خلیفہ و غلام کہتے ہیں، مگر کرتوت یہ ہیں کہ حضرت لاہوریؒ کے وارثوں اور جانشینوں سے مخاصمت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ان حضرۃ نے اپنی زندگی کا مشن ہی یہ قرار دے لیا ہے کہ اہل اللہ کی جماعت سے نبرد آزما ہوا جائے ہر وقت اور ہر آن امت میں افتراق و انتشار کے منصوبے اور پروگرام ان کا مقصد زندگی بن کر رہ گیا ہے اور پھر دعویٰ حضرت لاہویؒ کی جانشینی و نسبت کا۔

ع : چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کہاں حضرت لاہوری ایسا حلیم و بردبار کوہ استقامت انسان اور کہاں یہ متمرد و متلون شخص!۔

اس "پیر طریقت" کی ریشہ دوانیوں اور تخریب کاریوں کا تازہ شاہکار یہ ہے کہ اپنے مدرسہ کے غریب مسافر طلباء کو اکسا کر مجلسِ عمل کے جلسہ کو درہم برہم کرانے کی ناکام کوشش کی۔ گذشتہ دنوں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت جہلم نے دو ایسے جلسوں کا اہتمام کیا جن میں مختلف مکتب فکر کے علماء و اکابرین خطاب کریں۔ اور مسلمانوں کو فرقہ وارانہ کشیدگی سے بچنے کی تلقین کریں۔ جب کہ "عوامی حکومت" کی شدید خواہش ہے کہ ملک میں شیعہ سُنی فسادات رونما ہوں اور مسلمانوں کے سر پھٹول اور تُو تکار میں مبتلا ہو کر قادیانی مسئلہ کے عملی حل کی مشترکہ جدّو جہد سے باز رہیں۔ اس طرح سے حکومت سمجھتی ہے کہ اس کے اقتدار کی رسی دراز ہونے کے ساتھ ساتھ عوامی حکومت مسلمان قوم کے غیض و غضب سے بھی بچ جائے گی۔ کون نہیں جانتا کہ قادیانی مسئلہ آئینی طور پر حل ہو جانے کے باوجود عوامی حکومت کی کہہ مکرنیوں کی وجہ سے عملی طور پر جوں کا توں ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ کم از کم مسئلہ کے مکمل حل تک فرقہ وارانہ فضا مکدر نہ کی جائے۔ پروگرام کے مطابق پہلا جلسہ کامیابی سے ہوا۔ مقررین نے شیعہ سنی اتحاد کے سلسلے میں اظہار خیال کیا۔ مقررین میں حافظ محمد صادق، محمد اکرم زاہد مولانا عبد الغفور صاحب، شیعہ مقرر جناب زیدی صاحب اور مولانا احسان اللہ فاروقی نے خطاب کیا۔ دوسرے جلسے میں بھی مقررین کم و بیش یہی حضرات تھے۔ شیعہ مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ جو شیعہ سنیوں کے خلاف زبانِ طعن دراز کرے گا اس کا اہل بیعت سے کوئی تعلق نہیں۔

دیگر مقررین نے کہا کہ عوامی حکومت شیعہ سنی فساد کرانے پر تلی ہوئی ہے۔ حکومت کی خواہش ہے کہ قادیانیوں کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ جائے اور اس کے آئینی حل کی کسی شق پر بھی عمل نہ کیا جائے۔

مولانا احسان اللہ فاروقی نے کہا کہ ہمارے

باقی ص۲۳ پر

مشرق و مغرب کی سیاست

اسرائیل اور اقوام متحدہ کی تنظیم یونیسکو؟

احمد حسین کمال

اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم کی جنرل کانفرنس نے اسرائیلی حکام پر الزام لگایا ہے کہ وہ مقبوضہ علاقوں میں آثار قدیمہ اور ثقافتی اقدار کے تحفظ کے بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ گذشتہ ماہ پیرس میں منظور ہونے والی ایک قرارداد میں جنرل کانفرنس نے یہ الزام لگایا ہے کہ اسرائیل یروشلم کے تاریخی خدوخال کو دیدہ دانستہ تبدیل کر رہا ہے اور اس نے آثار قدیمہ کی کھدائی کا سلسلہ شروع کر دیا ہے جس سے عرب ثقافتی یادگاروں کو مسمار کرنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ مسلح تصادم کی صورت میں ثقافتی املاک کے تحفظ سے متعلق ۱۴ مئی ۱۹۵۴ء کے ہیگ کنونشن کے اصولوں کے تحت فن تعمیر کی یادگاری عمارتوں، آرٹ کے نمونوں، تاریخی یادگاروں (جن میں مذہبی اور غیر مذہبی دونوں شامل ہیں) آثار قدیمہ، آرٹ کے شاہپاروں، مسودوں، کتابوں وغیرہ کے، ان کے ماخذ اور ملکیت سے قطع نظر، تحفظ اور احترام کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی چوری، لوٹ مار اور غیر قانونی تصرف کو سختی سے روکنے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ یہ جاننے کے لئے کہ اسرائیلی غاصبوں نے عرب ثقافتی دولت کی لوٹ مار اور غیر قانونی تصرف میں اپنے آپ کو کس حد تک ملوث کیا ہے کوئی خاص تگ و دو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یروشلم اور مختلف مقامات کے جہاں ایک زمانے سے عرب آباد ہیں، آثار قدیمہ کے بے بہا نمونے مغربی ممالک میں زمانہ قدیم کی نادر اشیاء کا کاروبار کرنے والوں کی دوکانوں میں آج بھی موجود ہیں۔ جن پر چسپاں کاغذ کی پرچیوں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ موشے دایان کے نادر اشیاء کے خزانے سے حاصل کی گئی ہیں۔ اسرائیلی مقبوضہ عرب علاقوں میں آثار قدیمہ کی کھدائی کو امریکہ کے نوآبادیاتی دور کے "گولڈ رش" سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ بہت سے اسرائیلی قدیم نوادرات کی، جو یروشلم کے علاقے سے چرائے گئے ہیں، فروخت سے راتوں رات کروڑپتی بن چکے ہیں

بہرکیف عرب ثقافت کے نوادرات کی چوری صرف راتوں رات دولتمند بن جانے کی خواہش کا نتیجہ نہیں ہے۔ جو اس قدیم شہر کی ثقافتی اقدار کی تباہی کا سبب بن چکی ہے۔

صیہونی ریاست پورے یروشلم کو ہڑپ کر جانے کی منصوبہ بند پالیسی پر عمل پیرا ہے تاکہ اس تاریخی شہر کو اسرائیل کا صدر مقام بنانے کی خواہش کی تکمیل ہو سکے۔ اس مقصد کے پیش نظر اسرائیل یروشلم کا نقشہ یکسر بدل دینے کے لئے اقدامات کر رہا ہے۔ جنرل کانفرنس نے جس روز اسرائیل پر یہ الزام عائد کیا اسی روز وزیر اعظم رابن کی کابینہ نے ایک اعلامیہ منظور کیا جس میں اس با اختیار بین الاقوامی تنظیم کے صحیح الزامات کی تردید کی گئی ہے۔ اسرائیلی حکومت نے اعلان کیا کہ وہ یروشلم میں کئے جانے والے کام کو جاری رکھے گی یعنی عرب تعمیرات کی جگہ نئی عمارتیں تعمیر کرنے اور عرب ثقافتی یادگاروں کو مسمار کرنے کا سلسلہ جاری رکھے گی۔ تل ابیب حکومت نے معال الیومن کے مضافات میں ایک صنعتی علاقے کی تعمیر، اناتوط کے شمال میں گیراجوں اور ایک صنعتی علاقے کی تعمیر اور آنار یہ میں ایک رہائشی کمپلیکس کی تعمیر کی توثیق کر دی ہے۔ اسرائیلی حکومت کے اعلامیے میں یروشلم کو "اسرائیل کا صدر مقام" لکھا گیا ہے۔

اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم کی جنرل کانفرنس کا یہ فیصلہ پہلی کارروائی نہیں ہے گذشتہ ماہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے مقبوضہ عرب علاقوں کی عرب آبادی کے انسانی حقوق کے سلسلے میں اسرائیل کی غیر انسانی کارروائیوں پر مبنی خصوصی رپورٹ کا مطالعہ کیا۔ اس رپورٹ کے صفحہ ۳۶ پر اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اسرائیل نے یروشلم کے علاقے میں ایسی کارروائیاں کیں اور کر رہا ہے جو ہیگ کنونشن کے خلاف ہیں۔

یہ کارروائیاں ان اشیاء کو اپنے تصرف میں لانے کے مترادف ہیں جو عربوں کی ملکیت ہیں اور جن پر اسرائیل کی قابض افواج کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسرائیل نے مقبوضہ علاقوں کے عرب ثقافتی ترکے کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ ہیگ کنونشن کی خلاف ورزی کی انتہائی سنگین مثال یروشلم کی صورتحال ہے جہاں آثار قدیمہ کی کھدائی کے علاوہ بھی دیگر اقدامات کئے جا رہے ہیں جن کا مقصد شہر کی ہیئت ہی کو یکسر تبدیل کر دینا ہے اقوام متحدہ کی خصوصی کمیٹی کے ان فیصلوں اور اسرائیل پر عائد کئے گئے ان الزامات کی اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم کی جنرل کانفرنس توثیق کر چکی ہے۔

مولانا عبد الرشید صدر مدرس
مدرسہ احسن المدارس خانیوال

قومی انحطاط کے ذمہ دار عناصر!

یہی وہ جراثیم ہیں جو قوم اور وطن کو اندر ہی اندر کھاتے جا رہے ہیں!

جن لوگوں نے اندلس میں ہشت صد سالہ اسلامی دور اقتدار کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ اس تاریخ کے آخری باب سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے ہوں گے۔ جو ان اسباب و علل پر روشنی ڈالتا ہے جو سپین پر مسلمانوں کی آٹھ سو سال تک کی حکومت کے خاتمہ کا موجب ہوئے۔ طارق بن زیاد نے مٹھی بھر مجاہدین کے ساتھ جب آبنائے جبرالٹر پار کر کے ساحلِ اندلس پر قدم رکھا تو جن کشتیوں میں وہ آئے تھے انہیں آگ لگادی اور سمندر کی تہہ میں پہونچا دیا اور جب ان کے ساتھیوں نے اس کارروائی پر حیرت کا اظہار کیا تو انہیں جواب ملا کہ یہ کشتیاں اس لیے نذرِ آتش کر دی گئیں ہیں کہ آپ کو احساس ہو جائے کہ اب دو ہی راستے رہ گئے ہیں۔ یا تو واپسی کا ارادہ کر کے سمندر میں چھلانگ کر جانیں دے دو یا آگے بڑھ کر اندلس پر اسلام کا پرچم لہرانے کے لیے شہیدوں اور غازیوں کا درجہ حاصل کرو اور پھر بربر مسلمانوں نے جو پیش قدمی شروع کی تو اسے دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکی حتیٰ کہ سارا سپین فتح کر لیا گیا اور اسلامی اندلسی مملکت کا اثر و نفوذ فرانس کے جنوبی سرحدی علاقوں تک قائم ہو گیا۔ جُوں جُوں فتوحات کے کارنامے فراموش ہونا اور جہادی جذبہ، عارضی اور دنیوی جاہ و حشمت، امارت اور خود غرضانہ خواہشات اور تمناؤں میں بدلنا شروع ہو گیا معاشرے میں وہ تمام برائیاں پیدا ہوتی چلی گئیں جنہوں نے ایک صدی سے بھی کم مدت کے اندر اندر سلطنتِ اسلامیہ اندلسیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ آج مسلمانوں کی شوکت پارینہ کی تمام نشانیاں عالیشان مساجد عظیم الشان قصور و محلات اور عمارات کی شکل میں تو موجود ہیں اور آٹھ سو سالہ اسلامی اقتدار کی یاد تازہ کر کے ہر غیور اور حساس مسلمان کو خون کے آنسو رُلا رہی ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا نام و نشان باقی نہیں۔ جب اسلامی سلطنت کی آخری نصف صدی میں یورپی مسیحیت نے متحد ہو کر اندلس میں اسلامی اقتدار ختم کیا تو مسلمانوں کی لائبریریاں اور کتب خانے بھی بیش بہا دولت سمجھ کر لُوٹے گئے اور یورپی قومیں اب تک ان سے استفادہ کرتی رہی اور کر رہی ہیں۔ انہوں نے تمام آداب حکمرانی مسلمانوں کی تاریخ ہی سے سیکھے۔ اندلسیہ میں آٹھ سو سالہ اسلامی دور کے آخری باب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حکمران عیش و عشرت کے لیے وقف ہو چکے تھے۔ وہ مخلص اور بے باک ہمدرد حق گو مشیروں پر خوشامدیوں اور چاپلوسوں کو ترجیح دینے لگے تھے۔ جہادی جذبہ تعیش اور طرب گاہوں میں پہونچ کر بزدلی میں بدل گیا تھا۔ علماء سو نے مذہب کو پیٹ کا دھندا بنا لیا تھا۔ مساجد کی حرمت ختم ہو گئی تھی۔ اسلامی ثقافت کا سارا حُلیہ بگاڑ دیا گیا تھا۔ سرکاری ملازم راشی، بددیانت اور بدعنوان بن گئے تھے۔ کاروباری اور تاجر طبقہ کو دن رات منافع خوری سے دولت سمیٹنے کے سوا اور کوئی سروکار نہ تھا۔ محکمہ احتساب کے کارندے بازاری جنس بن چکے تھے۔ جسے جو چاہے زیادہ قیمت دے کر خرید لے۔ تفرقہ بازی، استحصالی، خود غرضی، نفسی نفسی، ہوسِ اقتدار، اونچے طبقے کی چاپلوسی اور عوام پر ظلم و استبداد معاشرے کا عام کردار بن چکا تھا۔ مگر قدرت نے یہ سرزمین ان مقاصد کے لیے مسلمانوں کی میراث نہیں بنائی تھی۔ چنانچہ جب وہ اس میراث کے صحیح امین ثابت نہ ہوئے تو ان سے یہ میراث چھین لی گئی۔

ہمارا آغاز

کیا سپین میں آٹھ سو سالہ اسلامی دورِ حکومت کی تاریخ پڑھنے والوں نے اپنے گریبانوں میں جھانک کر یہ بھی سوچنے کی کوشش کی کہ اس عظیم اسلامی سلطنت کا خاتمہ جن اسباب و علل کی وجہ سے ہوا کہیں ہم آزادی و خود مختاری کی بمشکل ربع صدی ہی گذرنے کے بعد انہی حالات سے دوچار تو نہیں ہیں؟ اس کا جواب تلاش کرنے کی کوشش ملتِ اسلامیہ پاکستان کے ان حساس اور غیور مسلمان نوجوانوں کو لازماً کرنی چاہیے جو تعداد میں بے شک کم ہی سہی۔ لیکن اگر احساس بیدار ہو جائے اور یہ سمجھ لیں کہ وہی قوم اور وطن کا بیش بہا سرمایہ ہیں اس لیے انہیں اپنا سب کچھ اس ارضِ پاک کی بقا اور عظمت

باقی صفحہ پر

قومی اسمبلی میں

شفیق فاروقی

مولانا عبدالحق کی تحریکِ التوا اور وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ ؟

دوسرے دِن شام کے اجلاس میں شیعہ نصاب کی علیحدگی کے سلسلے میں مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ نے پیرزادہ صاحب کی موجودگی میں تحریکِ التوا دوبارہ پیش کردی۔ جناب پیرزادہ نے جوابی تقریر میں اصل مسائل سے گریز کرتے ہوئے فیصلہ کو عملی شکل دینے کی صورتحال پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی۔

عبدالحفیظ پیرزادہ صاحب! جناب سپیکر صاحب میرے دوست مولانا عبدالحق صاحب نے جو تجویز اور تحریک پیش کی ہے اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ ن کا کوئی نمایئدہ نہیں لیا گیا۔ اسلامیات کے نئے نصاب کو مدون کرنے کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی اس میں شیعہ علماء بھی ہیں سُنّی بھی، سُنّی علماء میں ——— مولانا محمد بخش مسلم۔ مولانا محمد حنیف ندوی مولانا ضیاء القاسمی۔ پروفیسر محمد احمد قاضی حیدرآباد۔ ڈاکٹر عبدالوحد۔ قاضی مجیب الرحمٰن سنّی علماء کے نمائندے ہیں۔ وزیر صاحب نے مزید کہا کہ ——— اگر معزز ممبر چاہیں تو یہ نصاب دیکھ سکتے ہیں۔ وزارتِ تعلیم میں تشریف لاکر مطالعہ کرسکتے ہیں۔ یہ نصاب دونوں طرف سے تجویز کردہ متفقہ فارمولا کے مطابق ہوگا۔ ایک نصاب مشترکہ ہوگا۔ ایک الگ مگر کلاسیں ساتھ ساتھ ہوں گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اسی طرح تعلیم دیں کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم الگ ہیں، اس لیے مولانا صاحِب اسے فی الحال ملتوی رہنے دیں۔ اگر خامی معلوم ہوئی تو وہ بتا سکتے ہیں۔

سپیکر صاحب

مولانا صاحب آپ نے وزیر تعلیم کو سُن لیا کہ اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا وہ نصاب کی کاپی آپ کو بھجوا دیں گے۔ یا آپ خود وزارت میں جاکر دیکھ سکتے ہیں۔

مولانا عبدالحق صاحِب

جناب سپیکر صاحب! مجھے چند معروضات کی اجازت عطا کریں۔

بات یہ ہے کہ اس وقت اس میں کوئی شک نہیں کہ ملّی اتحاد کا تقاضا یہ تھا کہ ایسے وقت میں یہ مسئلہ نہ اٹھایا جاتا جبکہ ایک مسئلے (قادیانی مسئلہ) کو قومی اسمبلی نے حل کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اور اچھی فضا قائم ہوگئی تو آپس میں نزاع والی باتیں نہ چھیڑی جائیں تو بہت بہتر ہے۔ تو اہلسنت والجماعت نے نصاب تعلیم کی علیحدگی کا مطالبہ کبھی بھی اور ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ ہمارے شیعہ بھائیوں نے کیا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جب نصاب پر دونوں کا اتفاق ہے اور ایسی کوئی بات نہیں کہ اس میں اختلاف یا کِسی فریق کی دِلآزاری ہو تو پھر ایسا مطالبہ کیوں کیا جارہا ہے۔ آٹھویں کلاس تک قرآن اور اخلاقیات کا ذِکر ہوگا، نماز کا ذِکر ہوگا، مگر سیرت و سوانح کا نہیں۔ پھر اگر نماز بھی ایک ہے، اخلاقیات بھی ایک تو علیحدگی کا مقصد معلوم نہیں کیا ہے۔

شیعہ ہمارے بھائی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اہلسنّت ہمیشہ رَواداری سے کام لیتے ہیں۔ سابقہ برسوں سے شیعہ بھائیوں کی وزارتِ عظمیٰ اور صدارت تک سنّی بخوشی برداشت کرتے چلے آرہے ہیں۔

سپیکر صاحب

مولانا ابھی میں اس بحث کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔

مولانا نورانی صاحِب

جناب مولانا تو رواداری کی بات کر رہے ہیں۔ کہ اسے قائم رکھنے کی ضرورت ہے

مولانا عبدالحق صاحِب

ہماری طرف سے نصاب کی علیحدگی کا کوئی مطالبہ نہیں۔

پیرزادہ صاحِب

سپیکر صاحِب یہ دُرست نہیں ہے یہ ہم کِس چیز پر بحث کر رہے ہیں

مفتی محمود صاحب

کیا وزیر صاحِب کے لیے کوئی قانون یا ضابطہ نہیں، مولانا بول رہے ہیں اور یہ آپ کی اجازت کے بغیر جب چاہیں کھڑے ہو جائیں۔

پیرزادہ: مولانا بولتے جارہے ہیں اور میری نہیں سنتے۔

سپیکر صاحب

مولانا صاحب وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ آپ کے خدشات درست نہیں۔

مولانا عبدالحق صاحب

سپیکر صاحب گزارش یہ ہے کہ۔

سپیکر صاحب

میں ایوان میں اس پر بحث کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہو سکتا۔ ایک مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا مسئلہ یہاں زیر بحث لانے کے لیے اجازت نہیں دے سکتا۔ (حالانکہ مولانا یہی چاہتے تھے کہ یہ مسئلہ ملک بھر میں اٹھایا ہی نہ جائے۔) مگر اس مرحلہ پر سرکاری بنچوں نے سپیکر صاحب کے الفاظ پر تالیاں بجائیں۔

مفتی محمود صاحب

جنابِ والا! ہم جانتے ہیں کہ مسئلہ پیدا نہ ہو (مگر تالیاں بجا رہے ہیں کہ مسئلہ پیدا ہو) یہ تالیاں قوم کو لڑانے پر بجائی جا رہی ہیں۔ ہم لوگ صدیوں سے اکٹھے رہ رہے ہیں مگر آپ قوم کو الگ کرا رہے ہیں۔

پیرزادہ صاحب

میں سب دکھا سکتا ہوں، وزارتِ تعلیم میں آئیں آپ کو غلط نظر آئے تو۔

مفتی محمود صاحب

ہم تو چاہتے ہیں کہ اختلاف بالکل پیدا نہ ہو۔ ہم شیعہ سنی ایک یونٹی ہیں۔ ہم قوم کو اختلاف میں دھکیلنا نہیں چاہتے۔ مشترکہ نصاب سے خلافتِ راشدہ کا باب نکالا جا رہا ہے۔

سپیکر صاحب

مولانا عبدالحق صاحب آپ نے تحریک میں کوئی حوالہ نہیں دیا کہ کس بات سے قومی یکجہتی متاثر ہو رہی ہے۔ محض ہوا میں معلق ایک تحریک پیش کر دی ہے لہٰذا میں اسے مسترد کرتا ہوں۔

اس مرحلہ پر ایوان میں مولانا عبدالحق صاحب، مفتی محمود صاحب اور وزیر تعلیم میں خاصی گرما گرمی پیدا ہوئی اور دونوں کو ایک دوسرے پر قوم کو الگ کرانے کے الزامات ٹھہرائے گئے۔ مگر یہ فیصلہ تو حالات آگے چل کر اور تاریخ سے ہو سکے گا کہ نصاب تعلیم کے ذریعہ علیحدگی اور انتشار کی بنیاد ڈال گئی یا اور یہ کہ اسکا ذمہ دار کون ہوگا۔ مگر مولانا عبدالحق اور ان کے ساتھ ارکان نے ایک نازک قومی مسئلہ پر اپنے فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی۔

یہ آئین کی صریح خلاف ورزی ہے

مولانا عبدالحق

دسمبر آخر میں ربوہ میں بڑے پیمانے پر قادیانیوں کا عالمی اجتماع کی خبریں آچکی ہیں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد ظاہر ہے کہ ایسے اجتماع میں کیا کیا تدبیریں اور ملک و ملت کے خلاف سازشیں زیر غور لائی جائیں گی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ، نے ۱۸ دسمبر کو قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو تحریکِ التوا کے ذریعہ زیر بحث لانا چاہا۔ مگر اقلیتی امور کے وزیر ملک محمد جعفر نے تحریک کے لفظ بغور سنانے کی بھی مخالفت کی اور اسے زیر بحث لانا بھی مفاد عامہ کے خلاف (؟) قرار دیا۔ سپیکر نے دوسرے دن پر اپنا فیصلہ ملتوی کر دیا۔

دوسرے دن ۱۹ دسمبر کو سپیکر نے کہا کہ گو وزیر موصوف تو تحریک پیش کر دینے کے بھی خلاف ہیں، مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ تحریک مولانا (مدظلہ) اسے پیش تو کر سکتے ہیں۔ البتہ اسے زیر بحث نہ لایا جائے۔ مولانا عبدالحق (مدظلہ) نے تحریک پیش کر دی۔ جس کا متن یہ تھا کہ:

"ماہ رواں کے آخری ہفتہ میں قادیانیوں کے وسیع پیمانہ پر سالانہ اجتماع کے انعقاد کی خبریں آچکی ہیں۔ اور یہ بھی کہ اس اجتماع میں بھارت سمیت، ہر ممالک سے بھی وفود شرکت کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ اجتماع عالم اسلام اور مسلمانوں کے نام پر ایک ایسا گروہ کر رہا ہے۔ جسے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ اور خطرہ ہے کہ اجتماع اور اس کی تقاریر سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوگی۔ بلکہ ملک کی سالمیت کے خلاف بھی اسکیمیں زیر غور لائی جائیں گی۔ اس لیے اس اہم ترین مسئلہ پر قومی اسمبلی غور کرے۔

تحریک کے بعد سپیکر کے روکنے کے باوجود مولانا نے کہا کہ آئینی ترمیم میں عقیدہ ختم نبوت کے خلاف تبلیغ کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس اجتماع میں کھلم کھلا ختم نبوت کے خلاف پرچار کیا جائے گا۔ اس لیے ایسا اجتماع آئین کی صریح خلاف ورزی ہے۔

سپیکر نے کہا کہ چونکہ اس مسئلہ پر تین ماہ مسلسل غور ہو چکا ہے۔ روز روز اسے اٹھایا نہیں جا سکتا۔ اور یہ کہ اب بطور اقلیت، انہیں شہری حقوق دینے ہونگے مولانا (مدظلہ) نے جواب میں کہا کہ شہری حقوق وہی ہونے چاہئیں جو آئین کے خلاف نہ ہوں۔ آئین کے خلاف کوئی سرگرمی شہری حقوق کے ضمن میں نہیں آسکتی" مولانا نے یہ بھی استفسار کیا کہ کیا دفعہ ۱۴۴ شہری حقوق کے منافی نہیں جبکہ آئے دن ملک میں لگائی جاتی ہے۔

سپیکر نے کہا! کہ بہر حال میں اس تحریک پر بحث مفاد عامہ کے خلاف سمجھتا ہوں اور اس کے ساتھ تحریک مسترد ہو گئی۔

مشاہیرِ اسلام

باسمہٖ سبحانہٗ

سید نفیس الحسینی

حجۃ الاسلام حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ

قسط نمبر ۴

اپنے معاصر تذکرہ نگاروں کی نظر میں

نہ مُردہ است قاسم جہاں مُردہ شد
گلے تازہ از باغ افسردہ شد
یکی شمع گل شد جہاں شد سیاہ
بہ ابرِ فنا رفت رخشندہ ماہ
فنا ہست ہر چیز موجود را
بقا ہست بس ربِّ معبود را
خدا را بقاء وہمہ را فنا
بجز او کسے را نہ باشد بقا
ہر آں کس کہ جان زندہ دارد بتن
گلے خوشنما ہست آں در چمن

ایں غمِ جگر سوز و حادثۂ سینہ دوز، پردۂ زنگاری بر رُوی دلہائے ما کشید کہ دراں گذ اندیشہ نیست و ایں تیرِ الم دل فگار از پہلوہم برُدن سوگذشتہ کہ از درد او جز ولم کسے را خبرے نہ۔ افسوس بر افسوس است کہ شمع جہاں افروز تاریکی از بزمِ دین ذا اسلام بہ طرفۃ العین ببرد۔ ورقم بہبودیٔ علم و فضل را از جریدہ کائنات بہ کز لکِ فنا بہ چشمِ زدن بترد۔ ازیں آتش اندوہ ہر تر و خشک کہ داشتم ہمہ را پاک بسوختم و از خدنگِ آہ دودناک سینۂ ہفت ورقِ افلاک را دوختم۔ و نافہ ہائے مشک مشام افروز زہر تمنا و آرزو را در مجمرِ یاس خاکستر کردم و بساطِ خودی و خود داری از ایوانِ اندرونہ خود در نور دیدم۔ و پردۂ نیلگوں بر چہرۂ عروسِ ہستی فرد انداختم و لوائے ماتمی در میدانِ زندگی بلند افراختم دریغ بر دریغ است کہ بزمِ یاران برخاست و مینائے خرّمی و ساغرِ انبساط بر سنگِ جفا بہ شکست و روۂ غمگساران بارِ خود بستہ از بازارِ کون و فساد برفت و ما را تنہائی یار و ہمراہ دریں دشتِ پُر خار کہ نامش زندگی ست بگذاشت۔ و نہالِ خوشِ ثمر عزمِ خود را در چمنِ فردوس بکاشت یارب برماد برگذشتگان کہ از پیش ما در گذشتند رحم کن۔ و خرمنِ معصیت را از برقِ جہان سوزِ آہ نسیمِ شبی نیکو بسوز۔ و چشمۂ چشم را آں سیلابِ پُرجوش دہ کہ ہمہ خس و خاشاک نبرہ و عصیاں را فرا برد۔ و گرد ندامت و خجالت را از چہرۂ سیاہ ما بشوید“

بیامرز یارب مرا ایں بندہ را
ندامت مدہ ایں سرافگندہ را
تو آمرزگار است من زشت کار
ز فرطِ گنہ ہست دل بیقرار

صـ ۳۸، ۳۹، ۴۰

”سفینۂ رحمانی“ میں جھنجانہ اور کاندھلہ (ضلع مظفر نگر ہند) کے چند مشہور زمانہ بزرگوں کے حالات بھی مرقوم ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رح م ۱۲۴۵ھ
۲۔ حضرت شاہ کمال الدین برادرِ دومی حضرۃ الٰہی بخش
۳۔ حضرۃ مولانا محمود بخش برادرِ سومی ” ” ” (م ۱۲۵۸ھ)
۴۔ حضرۃ مولانا امام الدین برادرِ چارمی مفتی ” ” ”
۵۔ حضرۃ مولانا حکیم محمد اشرف بن مولانا امام الدین رح (م ۱۲۴۷ھ)
۔ حضرۃ حافظ محمد مصطفیٰ شہید از جفادِ حضرت الٰہی بخش (از مجاہدین حضرۃ سید احمد شہید رح) (م ۱۲۴۳ھ)
۷۔ حضرۃ حافظ حاجی محمد صابر از معاونین حضرۃ (سید احمد شہید)
۸۔ حضرۃ مولوی محمد مظفر حسین کاندھلوی (م ۱۲۸۳ھ)
۹۔ حضرۃ مولانا [illegible] الحسن بن مفتی الٰہی بخش کاندھلوی (م ۱۲۶۹ھ)
۱۰۔ حضرۃ مولانا محمد نور الحسن بن مولانا ابو الحسن رح (م ۱۲۸۵ھ)
۱۱۔ حضرۃ مولانا حاجی محمد ضیاء الحسن بن مولانا نور الحسن رح کاندھلوی
۱۲۔ حضرۃ مولانا حکیم محمد ظہور الحسن بن مولانا نور الحسن رح
۱۳۔ حضرۃ مولانا محمد [illegible] بن حضرۃ مولانا نور الحسن رح
۱۴۔ حضرۃ مولانا محمد سلیمان بن مولانا نور الحسن رح
۱۵۔ حضرۃ حاجی حکیم محمد مشرف بن حضرۃ حکیم محمد اشرف کاندھلوی رح

باقی صـ ۲۴ پر

حاصل مطالعہ

اقوال

چوہدری افضل حق رح

محمد یوسف رحمانی

میاںچنوں

۱۔ اعتراف عظمت کے لیے بھی باعظمت انسان ہونا ضروری ہے ۔

۲۔ خدا کی ہستی کا اقرار تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے ۔

۳۔ جب خالق کا عائد کردہ فرض مخلوق کی محبت سے ٹکراتا ہو تو فرض شناسی محبت مخلوق سے بہتر ہوتی ہے ۔

۴۔ کامیاب زندگی کا نام اسلام ہے ۔ مسلمان کبھی ناکارہ و نامراد نہیں ہو سکتا ۔

۵۔ مسلمان وہی ہے جس کا ایمان اور جسم دونوں قوی ہوں ۔

۶۔ سچا مذہب وہ ہے جو انسان میں انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کی خوبیاں پیدا کرے ۔

۷۔ قومی خطرے کے وقت انفرادی نیکی کی قیمت بہت کم رہ جاتی ہے ۔

۹۔ حق یہ ہے کہ قوموں اور ملکوں کے انتہائی خطرے کے وقت عورت اگر جان قربان کرنے سے گریز کرتی ہے تو اسے شکست کے بعد دشمن کے سامنے جسم پیش کرنا پڑتا ہے ۔

۹۔ سپاہی جو فرض سے کوتاہی کرتا ہے وہ اپنے افسر کی جان پر عذاب لاتا ہے ۔

۱۰۔ اسلام کی فوج کا ہر سپاہی جو خوف اور لالچ میں آ کر مورچہ چھوڑ جاتا ہے وہ اپنے پیغمبر کے جسم پر کاری ضرب لگاتا ہے ۔

۱۱۔ نماز محبت ہے اور جہاد فرض ہے ۔ ادائے فرض کے لیے محبّت کا ترک معیُوب نہیں ۔

۱۲۔ جو سوسائٹی کی اشد ضرورت کے وقت عذر تراشتا ہے اور جان جوکھوں میں ڈالنے سے گریز کرتا ہے خدا کی بدترین مخلوق ہے ۔

۳۔ ملت کے خطرے کے وقت جہاد سے جی چرانے والا مسلمان نہیں ، منافق ہے ۔

۱۴۔ جوش و ہیجان کے زمانہ میں لوگوں کے صرف کان باقی رہ جاتے ہیں ۔ عقل و نظر جواب دے جاتی ہے ۔

۱۵۔ جب تک دنیا میں ابوجہل موجود ہیں ، محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی امن پسندی کام نہیں آسکتی ۔

۱۶۔ شجاعت اور سخاوت کا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ تلوار کا دھنی دل کا غنی ہوتا ہے ۔

۱۷۔ کہتے ہیں شاعر میں شجاعت نہیں ہوتی یہ سچ ہو یا جھوٹ ، مگر تدبیر کا خانہ تو الاّ ماشاء اللہ اکثر خالی ہوتا ہے ۔

۱۸۔ یاد رکھو دولت اور اقتدار حرام نہیں ، ہاں ان کا نشہ حرام ہے ۔

۱۹۔ دنیاوی کامرانی ، مسرت ، طاقت اور دولت کا حصول جبھی قابل ستائش ہے جب کہ اس کے حصول کے ذرائع قابل ستائش ہوں ۔

۲۰۔ غرض کی غرض سے بھی کوئی اپنے فرائض میں وفاداری کرے ۔ وہ بھی قابلِ تحسین ہے بشرطیکہ وفاداری دائمی ہو ۔

۲۱۔ مرد کی غیرت کو برانگیختہ کرنے کے لیے عورت کس قدر مؤثر ہتھیار ہے

۲۲۔ اولاد باغ زندگی کا سب سے شیریں میوہ ہے جو بقائے نام کے شجر پر بصورت امید پیدا ہوتا ہے ۔

۲۳۔ اولاد اور وطن کے لیے خوب صورتی اور شادابی شرط نہیں ۔

۲۴۔ بچے کی صحت کی حفاظت ماں باپ کا مقدس فرض ہے ۔

۲۵۔ جنگجو عرب کی قوت کا انحصار تربیت اطفال پر تھا ۔

۲۶۔ قالینوں پر لوٹنے والے بچے ارادے کے کمزور ہوتے ہیں ۔

۲۷۔ جو مائیں غم کے آنسو بہا کر بچوں کو تربیت گاہوں اور جنگ و پیکار کے میدانوں میں جانے سے روکتی ہیں ، انہیں قدرت فرزندوں کی کامیاب واپسی پر خوشی کے آنسو بہانے کا موقع نہیں دیتی ۔

۲۸۔ جوان لڑکی اور رات کا مُردہ گھر میں نہیں رکھا جا سکتا ۔

۲۹۔ غریب گھر میں جوان لڑکی چلتی پھرتی لاش ہے ۔

۳۰۔ تنگدست کی محبت بے بھاؤ کا سیب ہے ۔

۳۱۔ پاک محبّت کو گناہوں سے آلودہ کر کے محبوب سے ہمکنار ہونا انسانیت کی توہین ہے ۔

۳۲۔ محبت کے شریک کا تصور بھی بھیانک ہوتا ہے ۔

۳۳۔ محبت ضابطوں کی پابند نہیں ہوتی اور اکثر اوقات ادب و احترام کی حدود بیخبری میں نظر انداز ہو جاتی ہے ۔

۳۴۔ میں نے دنیا میں شریف پرہیزگار بہت دیکھے مگر تائب بہت کم ملے ہیں ۔

۳۵۔ ان لوگوں کا توبہ پر کاربند ہونے والوں میں شمار نہیں ہو سکتا جن کو گناہ جواب دے چکے ہوں ۔

۳۶۔ وہ پردہ نشین بھی بازار نشینوں سے کم نہیں جو دروازے کی دراڑ یا چلمن کے ساتھ لگ کر غیر مردوں کو دیکھ کر اپنے دل کے لیے سامانِ فرحت پیدا کرے ۔

باقی ص۲۴ پر

مولانا مفتی بشیر احمد صاحب
(آزاد کشمیر)

قسط نمبر ۲

موجودہ نظامِ تعلیم و تربیت کی خامی اور اسکا صحیح حل

بلکہ بعض ذہن مذہب کو اب اپنے راہ کی رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔ اس لیے طریقہ تدریس میں اگر معمولی طرز کی تبدیلی کی جائے۔ تو اسی نصاب تعلیم سے ہی اسلامی ذہنیت سازی کا کام بھی لیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک استاد آگ کی خاصیّت پر لیکچر دیتے ہوئے بیان کرے کہ اس میں جلانے کی صفت پائی جاتی ہے تو اس چیز کو دوسرا استاد اس طرح بیان کرے کہ آگ میں اللہ تعالیٰ نے جلانے کی صفت رکھی ہے۔ بظاہر طرزِ بیان کا یہ معمولی سا فرق معلوم ہوتا ہے۔ لیکن نتیجے کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے کہ پہلے طریقے سے صرف ایک سائنسدان پیدا ہوگا تو دوسرے طریقے سے ایک مسلمان سائنسدان پیدا ہوگا۔ اسی نوعیّت کی تبدیلیاں اگر طریقہ تدریس میں پیدا کی جائیں تو ہمارا طالب علم ہر چیز کو مغربی عینک سے دیکھنے کے بجائے اسلامی بصیرت سے دیکھے گا۔ اور اسلام کو اپنی ترقی کا رہبر تصوّر کرے گا۔

ہماری تعلیم کا ایک نقص یہ بھی ہے کہ ہمارے طلباء کے ذہنوں سے اساتذہ کا تقدّس و احترام ناپید ہو چکا ہے اور آزاد خیالی کے عنوان سے ان میں اتنی بے راہروی آچکی ہے کہ اپنی بات کو منوانے کے لیے تمام اخلاقی [illegible] کو پامال کرنے سے گریزاں نہیں ہوتے۔ حالانکہ اسلام قلم و دوات اور سیاہی و کاغذ سے لیکر استاد تک کے تمام ذرائع و وسائل تعلیم کی تعظیم و تکریم کی تلقین کرتا ہے۔ اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، کا ارشاد مشہور ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ”جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا وہ میرا آقا ہے وہ چاہے تو مجھے فروخت کرے اور چاہے تو آزاد کرے“ لیکن ہماری مروّجہ درسگاہوں کے ماحول میں اس طرح کی پابندیاں ایک عجوبہ روزگار کہلاتی ہیں۔ اساتذہ کی ہدایات ان کی اپنی پسند کی بلند پروازی کی نذر ہو جاتی ہیں۔ ان کی اسطرح کی علمی خامی عملی میدان میں پختہ نتائج کیسے پیدا کرسکتی ہے؟

تعلیمِ نسواں

اسلام مردوں کی طرح عورتوں کو بھی علم کے زیور سے آراستہ ہونے کی ترغیب و تلقین کرتا ہے تاکہ وہ نہ صرف اپنے عقاید اخلاق اور معاملات وغیرہ کی صحیح رہنمائی حاصل کرسکیں۔ بلکہ اپنے بچوں کی بھی اچھی طرح تربیت کرسکیں۔

بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ اسی گہوارے سے ہی اس کی سیرت و کردار سازی کا کام شروع ہو جاتا ہے جسمانی نشو و نما کے ساتھ ساتھ بچے کے ذہن میں ماں کی تعلیم کے نقوش بھی گہرے ہوتے جاتے ہیں اور درحقیقت یہ نقوش اس کے عقاید و نظریات کی بنیاد ہوتے ہیں۔

ایک تعلیم یافتہ عورت بچے کی فطری صلاحیتوں میں جو نکھار پیدا کرسکتی ہے۔ جاہل عورت ہرگز نہیں کرسکتی۔ بلکہ اس کی جہالت بچے کے تخلیقی جواہر کو بھی بسا اوقات مکدّر کردیتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تعلیم نسواں کو عام کیا جائے۔ لیکن عورتوں کی تعلیم اسلامی دائرے میں ہی منحصر ہونی ضروری ہے۔ لیکن ہماری قوم کی یہ صنف اوّل تو تعلیم میں بہت ہی قلیل تعداد میں ہیں اور جو کچھ ہے بھی مغربی تعلیم ہی کو اپنا شعار بنانا پیشِ نظر رکھتی ہے۔ علوم شرقیہ کی اہمیّت ان کے دلوں میں زیادہ نہیں ہوتی عورتوں کی تعلیم کا مقصد اکثر و بیشتر یہی ہوتا ہے کہ مردوں کے دوش بدوش یعنی کاندھے سے کاندھا ملاکر ملازمت کر سکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصد نہ صرف غیر اسلامی ہے بلکہ فطری تقاضوں کے بھی خلاف ہے۔ اللہ تعالےٰ نے عورت کو معاشی فکر سے آزاد رکھا ہے۔ اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کی ذمہ داری اس کے شوہر کے سر پہ ڈال رکھی ہے۔ جو عورت معاشی فکر میں دن بھر دفتروں میں

باقی صـ ۲۴ پر

حماد سواتی

اللہ کی رحمت کہاں ہے؟

اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک تاریخ کے آئینہ میں!

۱۔ اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملکؒ ایک دفعہ مدینہ منورہ آیا تو اس نے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کیا مدینہ منورہ میں کوئی ایسے بزرگ موجود ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا زمانہ پایا ہو؟

لوگوں نے بتایا کہ حضرت ابو حازمؒ موجود ہیں سلیمان نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ جب حضرت ابو حازم سلمہ بن دینار الاعرج رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ سلیمانؒ کے پاس تشریف لائے تو اس نے دریافت کیا۔ حضرت یہ فرمائیں کہ کیا وجہ ہے کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ آپؒ نے جواب دیا: اس لیے کہ تم نے اپنی آخرت کو خراب اور دنیا کو آباد کر لیا ہے۔ اب آبادی سے ویرانے کی طرف جانے سے خوف کھاتے ہو۔

سلیمانؒ نے دریافت کیا: حضرت یہ ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کیسے ہوگی؟ فرمایا: نیک آدمی اس طرح پیش ہوگا جیسے کوئی شخص دیر کے بعد اپنے گھر لوٹا ہو اور بدکار کو اس طرح پیش کیا جائے گا جیسے کسی بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ کر آقا کے سامنے لایا جاتا ہے۔ اس پر سلیمانؒ رو پڑا۔ پھر کہا ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس کیا کچھ ہے؟ فرمایا اپنے عمل کو کتاب اللہ پر پیش کرو۔ سوال کا جواب مل جائے گا۔ پوچھا حضرت! کتاب اللہ کے کس حصہ پر عمل کو پیش کروں؟ فرمایا ان الابرار لفی نعیم ۰ وان الفجار لفی جحیم ۰ کہ نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکردار جہنم میں۔ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کہاں ہے؟ فرمایا: قریب من المحسنین نیک لوگوں کے قریب ہے۔ پھر دریافت کیا۔ حضرت اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے زیادہ عزت والے کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا: مروت والے لوگ۔

۲۔ ایک دیہاتی خلیفہ سلیمان عبدالملکؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے امیرالمومنین! میں آپ سے کچھ سخت باتیں کرنے آیا ہوں۔ آپ ان کو برداشت کریں کیونکہ اگر آپ نے ان کو قبول کر لیا تو اس میں آپ کا پسندیدہ فائدہ ہے۔

سلیمان نے کہا اے اعرابی لا کیا کہتا ہے۔ اعرابی نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ امیرالمومنین! میں ایسی بات پر اپنی زبان کھول رہا ہوں جس پر لوگوں کی زبانیں گنگ ہو چکی ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد شدہ حق کی ادائیگی کے لیے ایسا کرنے پر مجبور ہوں۔

امیرالمومنین! آپ کو کچھ ایسے لوگوں نے گھیر رکھا ہے جنہوں نے اپنے لیے بہت بری چیز پسند کی ہے۔ انہوں نے تیری دنیا کے بدلے اپنا دین بیچ دیا ہے۔ وہ اپنے خدا کو ناراض کر کے تجھے راضی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں تجھ سے ڈرتے ہیں، لیکن تیرے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ وہ آخرت کو خراب اور دنیا کو آباد کرنے والے ہیں۔ اس لیے آپ ان لوگوں کو ایسے امور پر امین نہ سمجھیں جن کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو والی بنایا ہے، کیونکہ یہ لوگ امانت کی پروا نہیں کرتے جب کہ ان کے جرائم کے بارے میں بھی آپ ہی سے بازپرس ہوگی تو آپ ان کی دنیا کے عوض اپنی آخرت برباد نہ کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عیب والا وہ شخص ہے جو دوسروں کی دنیا سنوارتے، اپنی عاقبت گنوا دے۔

سلیمانؒ نے کہا اے اعرابی تو کون ہے؟ یہ تیری زبان ہے یا میان سے نکلی ہوئی تلوار؟ اعرابی نے کہا۔ امیرالمومنین! یہ تلوار ضرور ہے مگر آپ کے حق میں ہے، خلاف نہیں۔

۳۔ سلیمان بن عبدالملکؒ نے ایک دفعہ حج بیت اللہ کے موقع پر اپنے ولی عہد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہا: عمر! اس مخلوق کو دیکھو جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور ان کے رزق کا انتظام بھی اس کے سوا کسی کے بس میں نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: یا امیرالمومنین! یہ لوگ آج آپ کی رعیّت ہیں، لیکن کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں آپ کے خلاف مدعی ہوں گے۔ سلیمان یہ سن کر رو پڑا اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کا خواستگار ہوں۔

۴۔ سلیمان بن عبدالملکؒ خلیفہ بننے کے بعد ایک مرتبہ اپنے جاہ وجلال اور شان وشوکت پر بہت متعجب ہوا اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہنے لگا: عُمر! ہماری حالت کو دیکھتے ہو؟ آپؒ نے فرمایا اے امیرالمومنین! یہ خوشی ہے اگر دھوکہ دینے والی نہ ہو، یہ نعمت ہے، اگر معدوم نہ ہو جاتے۔ یہ ملکیت ہے، اگر اس کو

باقی صـ۲۴ پر

قاری محمد طیب شاھد

جامعہ سعیدیہ

حضرت امیر معاویہؓ کی سیرت کا ایک ورق

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ
عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ
(سورۃ فتح)

حضرت امیر المومنین امام المسلمین خلیفۂ رسول رب العالمین سیّد الابدال معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہٗ بھی اسی مبارک گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کی صفتِ مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے۔

اسی پاک گروہ کے متفق علیہ امام اور نہایت ہی معتمد امیر بھی ہیں۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین، اموی خاندان کے اس چشم چراغ ملّت بیضا کے اس امام ہدیٰ اور اہل عالم کے اس مثالی حکمران پر امتِ مسلمہ کو بجا طور پر ناز ہے۔ اور اس پر فخر ہے کہ سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے جس خیر امّت کی تشکیل کی اس کے پشتیبانوں میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہٗ جیسے مقتدائے جہاں امام پیدا ہوئے۔ اور چالیس برس تک ایسی خوبی سے امارت و امامت کے فرائض سرانجام دیئے کہ رہتی دنیا تک ان کا نامِ نامی اور اسم گرامی صفحۂ ہستی پر جلی اور سنہری حروف سے زندہ رہے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ کے بچپن کے احوال مستند طریقے پر قلمبند نہیں کیے جا سکتے۔ لوگوں نے جو باتیں بیان کی ہیں۔ ان اچھی اور بری روایات کا کوئی حتمی ثبوت نہیں تاریخ کی ورق گردانی سے اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی تعلیم و تربیت اعلیٰ طریقے پر ہوئی تھی اہلِ عرب میں جن امور کو کمالِ رجولیّت و شرافت شمار کیا جاتا ہے۔ یعنی شہ سواری، تیراندازی شمشیر زنی، خطابت، قرأت، نسب دانی وغیرہ ان میں آپ کو امتیازی شان حاصل تھی جیسے آپ کی تاریخی زندگی سے معلوم ہوتا ہے اور سب سے نمایاں و بلند آپ کی یہ حیثیت تھی کہ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ جو اس وقت اکنافِ عالم اور اہل عرب میں انتہائی کمال سمجھا جاتا تھا۔ قبیلہ قریش میں گنے چنے افراد ہی پڑھے لکھے تھے۔ فصاحت و بلاغت میں آپ کا مقام مثالی سمجھا جاتا تھا۔ کتب سیر و ادب میں آپ کا شمار منجملہ ان چند ہستیوں میں ہوتا ہے جن کی ادبی قابلیت اس وقت دنیا میں اعلیٰ سمجھی جاتی تھی۔ علامہ جاحظ نے "البیان والتبیین" میں حضرت سعید ابن مسیبؒ کا ایک قول نقل کیا ہے۔ ان سے کسی نے سوال کیا کہ اسوقت دنیا میں سب سے زیادہ فصیح اللّسان کون ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں نے کہا کہ یہ تو ہمیں معلوم ہے، اور کون ہے۔ تو فرمایا! معاویہ رضی اللہ عنہٗ اور ان کے فرزند ان کے علاوہ جو وہبی کمالات و خصائص ہیں جن میں مثلاً شرفِ نسب اور اس کے مقتضیات ہیں۔ یعنی شجاعت، سخاوت، حلم، متانت اصابت رائے، عزیمت وغیرہ کمالات کا آپکو پیکر تسلیم کیا جاتا ہے۔ صورتاً آپ وجیہہ اور بارُعب تھے۔ قد بالا وضع قطع اور چال ڈھال پُروقار تھی۔ دبدبہ و عظمت میں یکتا تھے۔

آپ بچوں کے ساتھ بچے بن جاتے تھے۔ اور ہمعصروں کیساتھ مساویانہ برتاؤ کرتے ضعیفوں کی عزت کرتے، اہل علم کی قدر کرتے، یتیموں اور بے کسوں کے سر پر ہاتھ رکھنے میں کبھی عار محسوس نہ کرتے۔ اہلِ کمال کی عزّت افزائی آپ کا شعار تھا۔ عدل کے ساتھ کرم گستری آپ کا شعار تھا۔ نہ انصافی کسی سے برداشت نہ تھی۔ حق والے کو کبھی خدشہ نہ ہوتا۔ کہ آپ کی عدالت میں اس کا حق چھین لیا جائے گا۔ فقہ و حدیث میں پایہ بلند تھا۔ خود صاحب مذہب اور مجتہد ہیں۔ فقیر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا عجیب و غریب نمونہ تھے۔ کوہِ حلم تھے اور دریا سخاوت دونوں صفتیں آپ کی ضرب المثل تھیں۔ بے ریا دوست اور بے کینہ دشمن تھے۔ حضرت قبیصہ بن جابر اسدی تابعی رح فرماتے ہیں۔

صحبت معاویہ فما رآیت رجلاً احبا رفیقاً ولا رشبہ سریرۃً لبلا نیۃ منہ۔ میں معاویہ کے ساتھ رہا ہوں ان سے زیادہ محبوب ساتھی کسی کو نہ پایا اور نہ ظاہر و باطن میں ایسی یکسانیت تھی۔ جن حضرات نے آپ کا زمانہ پایا وہ آپ کو ہادی و مہدی سمجھتے تھے۔ حضرت ابن لطہّ اور حضرت ابوبکر ابن الاثرم وغیرہ آئمہ اسلام نے حضرۃ قتادہؒ۔ حضرت اعمشؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہٗ کا زمانہ اگر لوگ دیکھتے تو کہتے کہ مہدی یہی ہیں۔ یوں

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی مقبولیّت کا اظہار ہوا۔ جو آپؐ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، کے حق میں کی تھی۔

اللهم اجعله هاديا و مهديا واهدابه

آنحضرتؐ کی خدمت میں دو تین برس رہے۔ آپ ان چند برگزیدہ صحابہؓ میں سے ہیں جنہیں وحیِ الٰہی کی کتابت کا شرف حاصل ہوا جن برگزیدہ ہستیوں کے بارہ میں ان پر طعن کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نے سخت الفاظ میں یاد فرمایا۔

كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ
ذَكَرَهٗ. فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ
مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ بِاَيْدِىْ
سَفَرَةٍ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ۔ قُتِلَ
الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ۔

(پارہ ع۳۰) (سورۃ عبس)

ترجمہ: ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو تذکرہ ہے، جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ ان صفحات میں (لکھا ہوا ہے) جن کی تعظیم کی جاتی ہے۔ بلند رکھا جاتا ہے۔ اور جو پاک ہیں۔ ان کاتبوں کے ہاتھوں میں جو ذی مرتبہ اور پاک ہیں۔ ہلاک ہو یہ انسان اسے انکار کی یہ جرأت کیسے ہوئی۔ (بعض حضرات نے ان کاتبوں سے مراد فرشتے لیے ہیں۔ حالانکہ اس کی کوئی دلیل نہیں۔)

عنکبوت (۴۹) یہی تو زمین پر اللہ کے گواہ اور بہترین امت ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان محبوب ہے۔ اور اسی سے ان کے قلوب کو آراستہ کیا گیا ہے۔ ان کے دلوں میں طبعاً کفر فسق نافرمانی سے نفرت ڈال دی گئی ہے۔ اس مبارک گروہ میں حضرت صدیق اکبرؓ حضرت فاروقِ اعظمؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ حضرت ابی ابن کعب وغیرہ رضی اللہ عنہ اجمعین شامل ہیں۔ ان حضرات کو اللہ نے اپنی وحی کا امین و مبلغ بنایا اور نبی کریم صلی اللہ نے یہ خدمات ان کے سپرد کیں۔ تو پھر ان کی عظمت و جلالت کے انکار کی جرأت کسی صاحبِ ایمان کو نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر کوئی ایمان سے خالی ہو تو اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہؓ کا صحیح مقام پہنچاننے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

وما علينا الا البلاغ۔

بقیہ اداریہ

جاتیں جو ان کا جائز حق ہے، مگر اسرائیل کو امریکی امداد کا کچھ ایسا نشہ چڑھا ہوا ہے کہ اس پر نہ تو اقوام متحدہ کی قرار دادیں اثر انداز ہوتی ہیں اور نہ ہی دنیا کی لعنت ملامت۔ امریکہ اور برطانیہ کے اس ناجائز تولّد کو اگر کوئی چیز راہ راست پر لا سکتی ہے تو وہ عربوں کا اتحاد یگانگت اور مشترکہ قوت سے مزاحمت ہے۔

جہاں تک امریکہ کی دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں کا تعلق ہے تو ہم ببانگِ دہل کہتے ہیں کہ امریکی سامراج اپنے ناپاک عزائم اور مذموم ارادوں میں ناکام و نامراد ہوگا۔ امریکہ نے ہوا کے رخ کا اندازہ کیے بغیر تیل کے چشموں پر قبضہ کا اعلان داغ دیا ہے۔ کاش امریکہ صحیح رُخ کا اندازہ کرنے کے بعد صحیح پتے پر پہونچنے کی کوشش کرے۔

یہ بات کون نہیں جانتا کہ امریکہ اپنے تمام تر ساز و سامان اور مال و دولت کے باوجود ویت نام ایسی معمولی سی مملکت کو مات نہیں دے سکا۔ امریکہ کو ویت نام میں اپنی ذلت و رسوائی کے بعد تعلّیوں کی بجائے اپنے دعووں کے مطابق صلح جوئی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

صدر سادات ایسے مُدبّر، جہاندیدہ اور حلیم الطبع انسان کو خالی خولی دھمکیاں نہیں ڈرا سکتیں۔ اس مرتبہ صدر سادات کے یمین و یسار بھی مضبوط اور تنومند ہیں۔ مستقبل قریب میں اگر عرب اسرائیل جنگ ہوئی تو انشاءاللہ عرب فتح یاب ہوں گے اور اسرائیل اور اس کے حواری خائب و خاسر۔

دعوتِ عمل

مولانا ابوالکلام آزادؒ کا ایک مضمون جو آج سے پچاس سال قبل الہلال کے اوراق کی زینت بنا تھا مجلسِ استقبالیہ نظام شریعت کانفرنس کی طرف سے دعوۃ عمل کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔

امتداد زمانہ کے باوجود مضمون کی افادیت و اہمیّت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ مضمون کی عمومی افادیت اور جامعیت کے پیشِ نظر جمیعۃ علماء اسلام کی تمام شاخوں کو زیادہ سے زیادہ اس پمفلٹ کو عام کرنا چاہیے، تاکہ اس کے ذریعہ کارکنوں کی ذہن سازی ہو۔

قیمت فی کاپی ۲۵ پیسے۔ شاخوں کے لیے ۲۰ روپے سینکڑہ جلد طلب کریں۔

ملنے کے پتے:

۱۔ ادارہ ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور
۲۔ دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور
۳۔ دفتر جمیعۃ طلباء اسلام ۵۶۔ میکلوڈ روڈ ،،

ہر قسم کا سوتی اور ریشمی کپڑا ہمارے ہاں بازار سے بارعایت خریدنے کے لیے

تشریف لاویں

عبدالرشید خان، نذر محمد خان
کلاتھ مرچنٹس، نیو کلاتھ مارکیٹ دکان نمبر ۲۹/۳
صادق آباد

زاہد الراشدی

جمعیۃ عُلماءِ اسلام

اور

امامؒ ولی اللہؒ کا انقلابیؒ اسلامیؒ پروگرام

انگریز مورخ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کے بقول:

"لڑاؤ اور حکومت کرو" کے فرنگی حربے کو آزمایا گیا اور شرک و بدعت کے خلاف شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کی اصلاحی تحریک کو غلط رنگ دے کر ان کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈہ کا طوفان کھڑا کر دیا گیا اور تخویف و تحریص کے حربوں سے متعدد قبیلوں کے سرداروں کو امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ سے باغی کر دیا گیا۔ نتیجتہً مجاہدین کا قافلہ امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی معیت میں بالاکوٹ کی وادی میں شیر سنگھ کی فوج اور اس کی پشت پر فرنگی ڈپلومیسی کا مقابلہ کرتے ہوئے میدانِ جنگ میں مات کھا گیا اور ان عظیم مجاہدین نے وادی بالاکوٹ کو اپنے مقدس خون سے لالہ زار کر کے آنے والی نسل کو آزادی و مختاری کے حصول کی راہ دکھا دی۔

یہ تحریک ولی اللّٰہی کی سخت جانی اور بلند حوصلگی کا واضح ثبوت ہے کہ ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ میں ایک پورے قافلہ کے ذبح ہو جانے کے بعد بھی اس کے عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ اس واقعہ نے تحریک ولی اللّٰہی کے لیے مہمیز کا کام دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معرکۂ حریّت کے صرف ۲۷ برس بعد ۱۸۵۷ء میں تحریک ولی اللّٰہی ایک اور جنگ آزادی کا اہتمام کر چکی تھی جس نے فرنگی اقتدار کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔

سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی شہادت کے بعد ایک طرف صادق پور کے جانباز عُلما نے جہادِ آزادی کی رسم کو زندہ رکھا اور دوسری طرف دہلی کا تحریکی مرکز براہ راست فرنگی سے ٹکر لینے کی تگ و دو میں مصروف ہو گیا تھا۔

۱۸۵۷ء کا عظیم الشان معرکہ حریت جسے آج بھی فرنگی کے چاپلوس غدر کے نام سے یاد کرتے ہیں، تحریک ولی اللّٰہی کی طرف سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف کھلّم کھلاّ اعلانِ جنگ تھا جس میں ہزاروں علماء کرام اور مجاہدین نے خون کا نذرانہ دے کر تحریک آزادی کی آبیاری کی۔ دہلی کے محاذ پر انگریز فوج کو ناکوں چنے چبوانے والے عظیم مسلم جرنیل جنرل بخت خان روہیلہؒ نے شہیدِ بالاکوٹ امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ کے مریدِ خاص مولانا سرفراز علیؒ کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کی تھی اور شاملی محاذ پر امام ولی اللہؒ کے فکری خوانوادہ کے نامور چشم و چراغ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا رحمۃ اللہ کیرانویؒ اور حضرت حافظ ضامن شہیدؒ بنفسِ نفیس مسلح جنگ کی قیادت کر رہے تھے اور دوسرے محاذوں پر علامہ فضلِ حق خیر آبادیؒ، مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ، مولانا عبد الجلیل شہیدؒ، مفتی عنایت علی کاکورویؒ اور شہزادہ فیروز شاہؒ جیسے عظیم مسلم رہنماؤں نے فرنگی کے خلاف آزادی کی اس تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا۔

جنرل بخت خان دہلی کے محاذ پر دشمن کی کمر توڑ چکا تھا کہ اچانک بعض "اپنوں" کی غداری اور اولی الامر کے پیروکاروں کی سازش نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا جس سے آزادی کی یہ عظیم جنگ وقتی طور پر شکست سے دوچار ہو گئی۔

> امام ولی اللہؒ نے انقلاب فرانس
> اور کارل مارکس کی پیدائش سے
> قبل ہی شہریوں کے جمہوری،
> سیاسی اور اقتصادی حقوق کی
> قرآن و سنت کی روشنی
> میں وضاحت کر دی تھی

۱۸۵۷ء کے اس ناکام انقلاب کے بعد تہذیب و تمدن اور امن و شرافت کے علمبردار یورپ نے آزادی کے متوالوں کو جس درندگی کے ساتھ انتقام کا نشانہ بنایا اس نے ہلاکو اور چنگیز کی بربریّت کو بھی شرما کے رکھ دیا، ہزاروں علماء تختۂ دار پر لٹکا دیے گئے، ہزاروں کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط کر لی گئیں اور سینکڑوں کو کالا پانی کے جزیرہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ علماء کو زمین میں گاڑ کر اُن پر بھوکے کتے چھوڑے گئے۔ انہیں چونے کے ڈھیروں میں دبانے کے بعد اوپر سے پانی ڈال کر جلا دیا گیا، انہیں توپ کے منہ پر باندھ کر گولے کے ساتھ اڑایا گیا، مگر ہزار آفرین اس بے غیرتی پر کہ نشاۃِ ثانیہ کے نام نہاد ٹھیکیدار انگریز کلکٹروں کے ساتھ کرسی پر بیٹھ کر ان مناظر کا تماشہ دیکھتے رہے اور پھر اسے اپنی تصانیف میں فخر کے ساتھ ذکر بھی کیا۔

۱۸۵۷ء کے معرکۂ حریّت کو کچلنے کے بعد برطانوی

حکومت نے برصغیر کا انتظام ایسٹ انڈیا کمپنی سے براہ راست اپنی تحویل میں لے لیا اور مسلمانوں کے بارے میں اپنی آیندہ پالیسی کی بنیاد اسی حکمت عملی پر رکھی:

۱۔ دینی مدارس کو توڑ کر علما کی قوت کو ختم کر دیا جائے اور نیا نظامِ تعلیم رائج کر کے نئی نسل کو اسلام اور علماء اسلام سے دور کر دیا جائے۔

۲۔ قانون کا مروجہ نظام ختم کر کے ایسا پیچیدہ غیر ملکی نظام قانون رائج کیا جائے جس سے یہ لوگ خالصتاً فرنگی زبان کے رحم و کرم پر رہ جائیں اور جرائم میں کمی ہونے کی بجائے بتدریج اضافہ ہوتا چلا جائے۔

۳۔ تہذیب و ثقافت کے نام پر اس قوم کو بےحیائی بے غیرتی و رقص و سرود کا خوگر بنا دیا جائے تاکہ غیرت و حمیت سے اس قوم کو بے بہرہ کر کے اپنے مقاصد کے لیے حسب منشا استعمال کیا جا سکے۔

۴۔ اس ملک کی صنعت و حرفت کو برباد کر کے اسے ہمیشہ کے لیے یورپی صنعت کا دستِ نگر اور یورپی مال کی مستقل منڈی بنا دیا جائے۔

یہ بنیادی مقاصد تھے جو انگریز اس ملک میں حاصل کرنا چاہتا تھا اور جن کے حصول پر اس کے آیندہ اقتدار کا دارومدار تھا۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اس نے اپنی پوری قوت اور وسائل صَرف کر دیے۔

دارالعلوم دیوبند نے اسلامی
علوم، تہذیب، معاشرت
اور دینی اقدار کے خاتمہ کی
فرنگی سازش کو ناکام بنا کر
برصغیر کو اسپین بننے سے
بچا لیا۔.......

لیکن اس محاذ پر بھی اسے علماء حق کی زبردست قوت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور امام ولی اللہؒ کی پارٹی نے جسے انگریز بزعمِ خود لاشوں کے ڈھیر میں دفن کر چکا تھا فرنگی کے تعلیمی، تہذیبی اور دینی چیلنج کو بھی قبول کر لیا اور اور محاذ شاملی کے سپہ سالار حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے دیوبند کے قصبہ میں دارالعلوم کی بنیاد رکھ کر اسلامی علوم کی امداد باہمی کی بنیاد پر حفاظت نیز اسلامی طرزِ معاشرت اور اقدار کے تحفظ کی عظیم مہم کا آغاز فرمایا۔ پھر اس کے بعد برصغیر میں دوسرے مدارس قائم ہوئے اور رفتہ رفتہ امداد باہمی کی بنیاد پر دینی مدارس کا پورے ملک میں جال پھیل گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس ذہن طرز اور کردار کو انگریز حرفِ غلط کی طرح مٹا دینا چاہتا تھا۔ اس کے مظاہر قریہ قریہ بستی بستی نظر آنے لگے۔

دارالعلوم کا بنیادی مقصد کیا تھا؟ کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اس مثل کے مطابق دیکھا تو دارالعلوم کے سب سے پہلے طالب علم شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن نے جب سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھا تو چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ اس مردِ قلندر و درویش کے ہاتھوں فرنگی کے خلاف افغانستان ترکی اور ہندوستان کی تحریکِ آزادی کی مشترکہ تحریک کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جسے دنیا "تحریکِ ریشمی رومال" کا نام دیتی ہے۔ جس کے تحت افغانستان اور ترکی کی فوج افغانستان اور ترکی سے بات طے پا چکی تھی کہ ترکی کی فوج افغانستان کے راستہ ہندوستان پر حملہ آور ہوگی اور ملک کے اندر تحریکِ آزادی کا علمِ بغاوت بلند کر دے گی اور اس طرح فرنگی کے جابرانہ تسلط سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے گا۔ معاہدہ طے پا چکا تھا۔ راجہ مہندر پرتاپ صدر، مولانا برکت اللہؒ وزیر اعظم، مولانا عبیداللہ سندھیؒ وزیرِ خارجہ، اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن کمانڈر انچیف پر مشتمل آزاد کابینہ کی تشکیل ہو چکی تھی اور غالباً تاریخ بھی مقرر ہو گئی تھی کہ کسی بدبخت کی مخبری سے معاہدہ کے کاغذات فرنگی کے ہتھے چڑھ گئے۔ شیخ الہندؒ کو اُن کے رُفقاء سمیت جزیرہ مالٹا میں قید کر دیا گیا اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے۔ اس عظیم منصوبہ کے ایک کردار اور شیخ الہندؒ کے رفیقِ جیل حضرت مولانا عزیز گل دامت برکاتہم آج بھی زندہ ہیں اور مردان کے قریب سخاکوٹ کے ایک نواحی گاؤں "سیرے" میں قیام پذیر ہیں۔

ہندوستان کی مکمل آزادی
کا مطالبہ سب سے پہلے
۱۹۲۶ء میں جمعیۃ علماء ہند
نے کیا۔ جب کہ کانگریس
اور مسلم لیگ سمیت
سب پارٹیاں صرف
آئینی حقوق کے مطالبہ پر
ہی کفایت کیے ہوتے تھیں

تحریک ریشمی رومال کی ناکامی پر بھی ولی اللّٰہی پارٹی نے حوصلہ نہیں ہارا، بلکہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کی مالٹا کے جزیرہ سے رہائی کے بعد جب جمعیۃ علماء ہند کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت شیخ الہند کو ضعیف العمری میں اس کے پہلے اجلاس کی صدارت فرمانے کی درخواست کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ:

> "اگر میرے اس اجلاس کی صدارت
> کرنے سے انگریز کو تکلیف ہوتی ہے
> تو میں یہ کام ضرور کروں گا"

اور پھر برصغیر کی تاریخ میں یہ سبقت بھی ولی اللّٰہی پارٹی کے حصہ میں آئی کہ آئینی جدوجہد شروع ہو جانے کے بعد بھی ہندوستان کی مکمل آزادی اور انگریز سے برصغیر چھوڑ دینے کا مطالبہ سب سے پہلے ۱۹۲۶ء میں اسی پارٹی نے جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے کیا۔

شہر شہر سے

رپورٹ محمد یعقوب شیخ

پیپلز پارٹی کی رابطہ مہم میں سرکاری ہیلی کاپٹر استعمال نہ کیے جائیں

بھٹو صاحب کو لاڑکانہ جانا ہوگا! —— ملتان میں ریفرنڈم

جمیعۃ طلبا اسلام ملتان کے عظیم الشان جلسہ میں مولانا مفتی محمود کا خطاب

ملتان ۱۰ جنوری بروز جمعۃ المبارک جمیعۃ طلباء اسلام ضلع ملتان کا کنونشن قاسم باغ میں منعقد ہوا۔ صبح ۱۰ بجے تا ۱۲ بجے تربیتی پروگرام میں طلباء کے وفود کے رہنماؤں نے خطاب کیا اور بعد نماز جمعہ جلسۂ عام میں رانا شمشاد علی، عبدالمتین چوہدری اور حافظ محمد طاہر نے خطاب کیا۔

جلسہ گاہ میں مفتی محمود صاحب تشریف لائے تو ان کا زبردست استقبال ہوا اور فضا مفتی اعظم زندہ باد اور فاتح بھٹو مفتی محمود کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ اپنے مخصوص انداز میں خطاب کرتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا:

" محترم حضرات! میں ایک مہینہ ملک سے باہر رہا ہوں اور آج ہی سفرِ حج سے واپس آیا۔ ہمارے عزیز طلباء نے جلسہ کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ مجھے بتایا کہ مَیں نے مسلمانانِ ملتان کو خطاب کرنا ہے۔ باہر رہنے کی وجہ سے ملکی حالات سے بڑی حد تک باخبر نہیں ہو سکا۔ ملک کا تفصیلی جائزہ لیے بغیر بہت مشکل ہے کہ سیاسی تبصرہ کیا جاتے، مگر چونکہ عزیز طلباء نے یہ انتظام پہلے سے کر رکھا ہے اس لیے مختصراً عرض ہے کہ پاکستان مسائلستان بن چکا ہے۔ موجودہ حکومت کی غلط پالیسی کی وجہ سے حالات بد سے بدتر ہو گئے اور آج حال یہ ہے کہ سیاسی لحاظ سے دیکھا جاتے تو پاکستان انتہائی غیر مستحکم ہے۔ سرکاری حلقے قرار دیتے ہیں کہ ملک مستحکم ہو رہا ہے، کوئی طاقت ملک کو توڑ نہیں سکتی۔ یہ سچ ہے کہ پاکستان کو کوئی طاقت توڑ نہیں سکتی، مگر تم توڑو گے ملک کو اور تم ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے درپے ہو۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ ہمارا عظیم ملک پاکستان ٹوٹا ہوا ہے۔ اس کا بڑا حصہ الگ ہو چکا ہے۔

یہ لوگ جو ہمیں غدار غدار کہتے نہیں تھکتے اور کہتے ہیں کہ اپوزیشن ملک کو نقصان پہونچائے گی۔ تمہارے یہ عزائم نئے نہیں۔ ستائیس سال سے تم یہی کہتے آتے ہو۔ ہر حکومت کا رویہ یہی رہا ہے کہ اپنے مخالف کو غدار قرار دو۔

تمہاری اسی حکمتِ عملی سے پاکستان کو نقصان پہونچا اور تم اب بھی ملک کو نقصان پہونچا رہے ہو۔ ہم آپ کے مخالف ہیں۔ اس لیے کہ ہم پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ تم باقی ماندہ پاکستان کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرو گے۔ تم نے ایک ملک کو توڑنے کا جو تجربہ کیا ہے اس سے ڈر ہے کہ اور تجربہ نہ کرو۔

ہم اس ملک کو متحد رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم ہر اس شخص کے مخالف ہیں جو وحدتِ پاکستان پر ایمان نہیں رکھتا اور ہر اس جماعت کے مخالف ہیں جو پاکستان کو توڑ کر دوبارہ انڈیا میں مدغم کرنے یا اکھنڈ بھارت پر ایمان رکھے۔

قادیانی فرقہ جس نے آج تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ ہم نے اس کی مخالفت اس لیے بھی کی کہ یہ فرقہ پاکستان پر ایمان نہیں رکھتا۔ پاکستان کے ہر باشندے کو ملک کی فکر کرنی چاہیے اور جو ہاتھ ملک کی سلامتی کے خلاف اٹھے اسے توڑ دیا جاتے۔ !

مجھ سے پہلے متین چوہدری تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے صحیح فرمایا ہے کہ مقتدر گروہ نے ملک کو اس مقام پر پہونچا دیا ہے کہ ہر شخص خطرہ محسوس کرتا ہے اور ہر شخص کو ملک کی فکر لگ گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ملک آہستہ آہستہ تباہی کی طرف دھکیلا جا رہا ہو۔

مَیں کہتا ہوں کہ آپ بلوچستان کو دیکھیں، بلوچستان کے عوام نے جن لوگوں کو ووٹ دے کر منتخب کیا اور حکومت کرنے کا حق دیا تھا تم نے اس حق کو چھین لیا —— آج ملتان میں خان **قیُّوم** کا جلسہ ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس جگہ کتنے آدمی ہیں اور ہمارے جلسہ میں کس قدر! میں کہتا ہوں کہ آج ملتان میں ریفرنڈم ہو گیا اور قیوم خان بازی ہار گئے۔

مَیں نے بارہا کہا ہے کہ آؤ آج فیصلہ عوام سے کرا لیتے ہیں۔ آج ملتان کے شہریوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔ لاہور کے شہریوں سے فیصلہ کرا لو۔

بھٹو صاحب نے کہا تھا کہ حکومت نے تین سال

میں نے کوئی غلطی نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ تم نے ایک کام بھی صحیح نہیں کیا۔ آؤ میرے چیلنج کو قبول کرو لاہور میں جلسہ کرو تم ایک گھنٹہ اپنے کارنامے بیان کرو اور میں تمہاری غلطیوں کی طویل فہرست عوام کو پیش کروں گا۔ فیصلہ عوام پر چھوڑ دیں گے اگر عوام نے فیصلہ تمہارے حق میں دیا تو میں سیاست چھوڑ دوں گا اور اگر عوام نے فیصلہ میرے حق میں اور تمہارے خلاف دیا تو تم کو کرسی خالی کر کے لاڑکانہ جانا پڑے گا۔ لاہور تمہارا شہر ہے، اس لیے میں نے فیصلہ کے لیے لاہور کا انتخاب کیا۔ ڈیرہ اسماعیل خان کا نام نہیں لیا، اس لیے کہ ڈیرہ سے تو تم پہلے ہی ہار چکے ہو۔ ملتان میں بھی تمہاری پارٹی جیتی تھی، آج ملتان نے تو فیصلہ کر دیا۔ آج پاکستان کا وزیر داخلہ ہار گیا ہے۔

پیپلز پارٹی کی رابطہ عوام مہم کے لیے تو قومی سرمایہ خرچ کرتے ہو، ٹرانسپورٹ استعمال کرتے ہو، ہیلی کاپٹر استعمال کرتے ہو اس کی اجازت دی جا سکتی۔ تم ایک جلسہ کرو تو اس پر لاکھوں نہیں کروڑوں روپے خرچ کر دیتے ہو، لوگوں کو ٹرکوں اور لاریوں میں بھر کر لایا جاتا ہے — سیکورٹی فورس، انتظامیہ تحصیلداروں اور نمبرداروں کے ذریعہ سے لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے۔ ایسے جلسوں کا کوئی اعتماد نہیں۔ جلسہ تو یہ ہے کہ لوگ اتنی بڑی تعداد میں اپنی خوشی سے چل کر یہاں آتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو آتے ہیں لاتے نہیں گئے!

تم انتہائی ظالم حکمران ہو۔ تم نے ایک بزرگ سیاستدان عبدالصمد خان اچکزئی کو قتل کرایا۔ تم نے مولانا شمس الدین کو قتل کرایا۔ تم نے غلط مقدمات بناتے اور اسمبلی کے ارکان پر سزاؤں اور جرمانوں کا چکر چلایا۔ تم نے عبدالرحمٰن خان اور دوست محمد خان کی سیٹوں کو خالی قرار دے کر اپنے آدمی منتخب کرائے۔ تم زبردستی سیاسی وفاداریاں تبدیل کرواتے ہو۔ ضمیر خریدتے ہو۔ کھلم کھلا سودے بازیاں کرتے ہو۔ بہت سے فروخت ہو گئے، بہت بک گئے اور بہت ڈر گئے۔ تم لوگوں کے ایمان خریدتے ہو اور لوگوں کے ایمان خراب کرتے ہو، مگر اس کے باوجود ڈرتے ہو۔ اس لیے کہ ہمارے ساتھ حق ہے۔

ہم نے بھی تمہاری نیند خراب کر رکھی ہے، ہم اتنے پریشان نہیں جتنے تم ہو۔ میں تم کو انتباہ کرتا ہوں باز آجاؤ، ظلم چھوڑ دو۔ بے انصافی چھوڑ دو۔

مہنگائی نے لوگوں کی کمر توڑ دی ہے۔ میں نے تمہارے چیمبر میں تمہیں بتا دیا تھا کہ لوگ مہنگائی سے پریشان ہیں۔ آؤ میرے ساتھ بازار چلو دیکھو اشیائے ضرورت کس قدر مہنگی ہیں۔

ختم نبوت کی تحریک چلی تم نے ہزاروں لوگوں کے خلاف جھوٹے مقدمات بنائے۔ ختم نبوت کے جاں نثاروں اور مجاہدوں کو قید کیا۔ سرکاری طور پر اعلان ہوا کہ تمام اسیروں کو چھوڑ دیا گیا اور مقدمات واپس لیے جا رہے ہیں۔ ایک بھی قیدی تمہارے اعلان کی وجہ سے رہا نہیں ہوا۔ اب تو لوگوں کے وارنٹ گرفتاری گھوم رہے ہیں۔ کراچی میں، سندھ میں، پنجاب میں ہر جگہ سیاسی کارکنوں پر مقدمات ہیں۔

قیوم خان نے اعلان کیا تھا کہ ملک بھر میں دفعہ ۱۴۴ ختم کی جا رہی ہے۔ یہ بھی غلط ہے، کراچی میں حیدرآباد میں سکھر میں راولپنڈی میں لائل پور میں گویا کہ ہر جگہ آج بھی دفعہ ۱۴۴ ہے اور سیاسی جلسے و جلوس کی اجازت نہیں، اگر ایک ضلع کا ڈپٹی کمشنر بھی تمہارا حکم نہیں مانتا اور اپنی مرضی سے دفعہ لگا دیتا ہے، تو کچھ غیرت کرو۔

کرسی کو چھوڑ دو۔ قیوم خان اور دوسرے وزیر اس لیے کرسی خالی نہیں کرتے کہ ان کی عزت اس کرسی کی وجہ سے ہے۔ ہر چند سرکاری ملازم ڈپو ہولڈر، پٹواری تمہارے ساتھ ہیں اور تم ان کے بل بوتے پر حکمران بنے بیٹھے ہو۔

دیکھو آج بھی لوگ ہم غریبوں کی تقریر سننے آتے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے ہیں آپ ہماری بات نہیں مانتے تو قدرت کی مان لو۔ اب تو پانی بھی تمہارے خلاف ہو گیا اور پہاڑ بھی تمہارے ظلم سے لرز اٹھے۔ پہاڑ اس وقت ہلا کرتے ہیں جب ان پر ظلم روا رکھا جائے

حضرت عمرؓ کے زمانے میں زلزلہ آیا۔ آپؓ نے کوڑا اٹھا کر زمین کو مارا اور کہا کہ میں نے کونسا ظلم کیا کہ تم کانپ رہی ہو؟ زمین ٹھہر گئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں زلزلہ آیا تو آپ نے پہاڑوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم پر ایک نبیؐ، ایک صدیقؓ اور ایک شہیدؓ کھڑا ہے۔ کیوں کانپ رہی ہو؟ زمین ٹھہر گئی۔ ایک شخص اللہ کے حکم پر چلتا ہے تو زمین و آسمان اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ظلم چھوڑ دو اور انصاف سے نظام حکومت چلاؤ۔

یہ سوات کی وادی میں کتنا نقصان ہوا۔ اور کس قدر انسانوں کی جانیں تلف ہوئیں، کتنے زخمی ہسپتال میں پڑے ہیں۔ تم کو اب بھی خیال نہیں آتا اور اب بھی انصاف نہیں کرتے۔

امدادی سامان کو صحیح صحیح تقسیم کرو اور زخمیوں کے لیے فوری طور پر ڈاکٹروں کو بھیجو تاکہ تمہاری غلطیوں سے لوگ سردی اور بیماری سے جو مر رہے ہیں ان کو بچایا جا سکے۔ جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

ہر قسم کی علمی، ادبی، اصلاحی
درسی غیر درسی اور یونانی ادویات
کے لیے رجوع فرمائیں

ابوالاطہر بشارت بن محمد علی الوری
بستی ظفر کے۔ ڈاک خانہ خاص براستہ کوٹ
رادھا کشن، تحصیل قصور، ضلع لاہور

ایوان بالا میں

سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی کے سوالات

اور "عوامی" وزراء کے جوابات

جناب محمد زمان خان اچکزئی

کیا وزیرِ خوراک وزراعت اور زیر ترقی علاقہ جات ارشاد فرمائیں گے کہ؟

الف: سال ۷۲، ۱۹۷۱ء، ۷۳، ۱۹۷۲ء، ۷۴، ۱۹۷۳ء کے دوران پنجاب، سندھ اور صوبہ سرحد میں کتنی مقدار چینی پیدا کیگئی؟

ب: سال ۷۲، ۱۹۷۱ء، ۷۳، ۱۹۷۲ء اور ۷۴، ۱۹۷۳ء کے دورانِ چینی کی کتنی مقدار درآمد کی گئی اور اس کی قیمت خرید کیا تھی؟

ج: سال ۷۲، ۱۹۷۱ء، ۷۳، ۱۹۷۲ء اور ۷۴، ۱۹۷۳ء کے دوران پنجاب سندھ، بلوچستان اور صوبہ سرحد کو کتنی چینی مہیّا کی گئی؟

د: آیا یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان کے دیہاتی علاقوں میں صرف آدھ سیر چینی ماہانہ فی کس دی جا رہی ہے جبکہ چینی کھلی مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہے۔

د: آیا حکومت موجودہ کم کوٹے کے پیشِ نظر بلوچستان میں فی کس کوٹہ بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرِ خوراک زراعت کی طرف سے جوابات

شیخ محمد رشید

(الف) (ب) اور (ج) مطلوبہ اطلاع ظاہر کرنیوالا گوشوارہ ایوان کی پر موجود ہے۔

د: جی ہاں۔

پیداوار، درآمدات اور تقسیم درآمدات پر مشتمل

گوشوارہ

الف: چینی کی پیداوار

۷۲——۱۹۷۱ء

پنجاب	سندھ	صوبہ سرحد	کل
۱۴۷ ٹن	۱۰۴ ٹن	۹۵ ٹن	۳۴۶

۷۳——۱۹۷۲ء

۱۷۷ //	۱۵۸ ٹن	۹۷ ٹن	۴۳۲

۷۴——۱۹۷۳ء

۲۵۹ //	۲۳۸ ٹن	۹۲ ٹن	۵۸۹

ب: چینی کی درآمدت

۷۲——۱۹۷۱ء

مقدار	فی من کی قیمت
۱۶۶۴	۷۹.۶۴

۷۳——۱۹۷۲ء

مقدار	فی من کی قیمت
۶۳۳	۱۱۰ ۶ ۸

۷۴——۱۹۷۳ء

مقدار	فی من کی قیمت
نل	— ۶ —

ج: صوبہ جات میں درآمدہ چینی کی بہم رسانی

میٹرک ٹن

۷۲——۱۹۷۱ء

پنجاب	سندھ	صوبہ سرحد	میزان
۴۳،۴۴۶	۳۵،۳۰۲	۲،۹۷۶	۱۱،۳۷۲

۷۳——۱۹۷۲ء

۶،۷۰۰	—	—	۱۰،۴۰۰

۷۴——۱۹۷۳ء

۱۸۸	۱۴۷	—	۳،۰۰۰

جناب محمد زمان خان اچکزئی

کیا وزیر صحت اور سماجی بہبود ارشاد فرمائیں گے کہ؟

الف: حکومت ایران نے سال ۱۹۷۳ء میں بولان میڈیکل کالج کے لیے ۷،۶۵ کروڑ روپے مخصوص کر دیئے تھے۔ اگر ہیں تو کتنی رقم ابھی تک ادا کی گئی ہے۔ اور باقی ماندہ رقم کس وقت تک ادا کر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ب: آیا یہ حقیقت ہے کہ پاکستانی کرنسی کی قیمت میں کمی اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے بولان میڈیکل کالج کوئٹہ کی تعمیری لاگت اب ساڑھے سات کروڑ کے بجائے بیس کروڑ روپے ہوگی؟ اگر ہاں، تو آیا حکومت ایران ان زائد اخراجات

کو پورا کرنے کے لیے مزید رقم مہیا کرے گی ؟

اگر نہیں ، تو کن ذرائع سے یہ زائد اخراجات پورے کیے جائیں گے ؟

ج : آیا یہ حقیقت ہے کہ بولان میڈیکل کالج کے مجوزہ مقام تعمیر پر زیرِ زمین پانی کی دستیابی کا امکان نہیں ، اور

د : اگر مندرجہ بالا (ج) کا جواب اثبات میں ہو تو اس مقام تعمیر کو منتخب کرنے کی کیا وجوہات ہیں ، نیز اس انتخاب کے ذمہ دار افسرِ مجاز کون ہیں ؟

وزیرِ صحت و سماجی بہبود کی طرف سے جوابات

جناب خورشید حسن میر

الف: یکم دسمبر ۱۹۷۴ء کو حکومت ایران کے ساتھ ایک معاہدہ کیا گیا۔

جس کے تحت بولان میڈیکل کالج جس کا موجودہ تخمینہ ۴ء۶۴ ملین ڈالر ہے ، کا زرمبادلہ حکومتِ ایران فراہم کرے گی ۔

ب : پراجیکٹ کی منظوری ، ای سی/این ای سی کی طرف سے ۷،۶۵ کروڑ روپے کی لاگت کے لیے ۳ ، مئی ۱۹۷۳ء کو دی گئی تھی ۔ اعادہ شدہ تخمینہ جات تاحال تیار نہیں کیے گئے ۔

ج : جی نہیں ۔

د : سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

جناب محمد زمان خان اچکزئی

کیا وزیرِ صحت و سماجی بہبود ارشاد فرمائیں گے ، کہ

الف: آیا وفاقی حکومت تیار ہے کہ حکومت بلوچستان کو پانچ کروڑ روپے مہیا کر دے جو بولان میڈیکل کالج کے لیے منظور کردہ ۷،۶۵ کروڑ روپے میں سے بقایا ہیں ؟

ب : اگر مندرجہ بالا (الف) کا جواب اثبات میں ہو ، تو کالج کی تکمیل تک ہر سال کتنی رقم مہیا کی جائے گی ؟

ج : آیا بولان میڈیکل کالج کوئٹہ میں دوسرے صوبوں کے طلباء کے لیے نشستیں مخصوص کر دی گئی ہیں ، اور

د : اگر مندرجہ بالا (ج) کا جواب اثبات میں ہو تو ہر صوبے کے طلباء کے لیے کتنی نشستیں مخصوص کر دی گئی ہیں ، نیز ان نشستوں پر طلباء کے داخلے کے لیے کیا طریقِ کار مقرر ہے ؟

جناب خورشید حسن میر

الف: جی ہاں ۔

ب : ضرورت بمطابق تعمیراتی جدول ۔

ج ، د: صوبوں کے لیے کوئی نشستیں مختص نہیں کی گئی ہیں ۔ تاہم آزاد کشمیر اور قبائلی علاقہ جات کے طلباء کے لیے (۱۱) نشستیں وفاقی حکومت کے ایما پر چھوڑی گئی ہیں ۔

جناب محمد زمان خان اچکزئی

کیا وزیرِ دفاع ارشاد فرمائیں گے کہ

الف: آیا بری ، بحری اور ہوائی فوج میں کمشنڈ افسروں کی آسامیوں پر بھرتی کے لیے صوبہ بلوچستان سے اشخاص کا کوئی کوٹہ مقرر کر دیا گیا ہے ؟

ب : اگر مندرجہ بالا (الف) کا جواب مثبت میں ہے تو آیا تمام آسامیاں پُر ہو چکی ہیں ۔ اگر ہاں ، تو ان تمام افسروں کے نام ، والد کا نام ، قوم ، عہدے اور بلوچستان میں ان کے پتے کیا ہیں ؟

ج : اگر مندرجہ بالا (الف) کا جواب منفی میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

د : اگر صوبہ بلوچستان کے لیے افسروں کی بھرتی کا کوئی کوٹہ مقرر نہیں کیا گیا تو کیا بلوچستان کے غیر ترقی یافتہ صوبے کی بنا پر کوئی کوٹہ مقرر کرنے اور خاص مراعات دینے کی تجویز ہے ؟

وزیرِ دفاع کی طرف سے جوابات

جناب عزیز احمد صاحب

الف: جی نہیں ۔

ب : اسکا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ج : مسلح افواج کی معیار اور اہلیت کی مفاد عامہ کی خاطر مسلح افواج میں کمشنڈ افسروں کی بھرتی کے علاقائی صوبائی کوٹے مقرر نہیں کیے گئے ہیں ۔ پاکستان کے تمام شہری بھرتی کے لیے اہل ہیں بشرطیکہ وہ صحت ، تعلیم ، ذہانت اور ظاہری میلان کے کم از کم معیار پر پورے اترتے ہیں ۔ تینوں مسلح افواج میں بھرتی تمام پاکستان کی بنیاد پر کی جاتی ہے ۔ ہر صوبے کے امیدواروں کو انتخاب کے یکساں مواقع میسر ہیں ۔ بھرتی کے لیے کم از کم لوازمات مقرر کر دیئے گئے ہیں ۔ ان لوازمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ بھرتی جدید سائنٹیفک طریقِ کار سے بالکل قابلیت کی بنیاد پر کیجاتی ہے دنیا کے کسی بھی جدید ملک کی مسلح افواج میں بھی یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے ۔

د : جی نہیں ۔

اربابِ دانش

تاثرات

پیغامات

احساسات

مکرمی ومحترمی اکرام القادری صاحب

سلام مسنون ! احوال آنکہ ترجمانِ اسلام کی نئی ترتیب دیکھ کر از حد خوشی ہوئی۔ خصوصاً آں جناب کے اداریے جو آئین جوانمرداں حق گوئی وبے باکی، کا بین ثبوت ہوتے ہیں۔ مبارک

مُبارک باشد وباشد مُبارک
یکے ایں است دیگر صد مُبارک

دیگر احوال مقرون بحمدللہ ہیں۔

محمد یوسف رحمانی

مہتمم مدرسہ جامعہ مکیّہ میاں چنوں

محترم جناب اکرام القادری صاحب

ایڈیٹر ترجمان اسلام !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

حجاز مقدس میں ترجمان اسلام کا دُوسرا شمارہ نظر سے گذرا اور اس کے بعد کراچی میں تمام شمارے دیکھے دل باغ باغ ہوگیا اور دل کی گہرائیوں سے آپ کے حق میں دعا نکلی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قیادت میں ترجمان اسلام کو زیادہ سے زیادہ ترقی عطا فرماتے. آپ کا اداریہ اور نظم بہت ہی دلیرانہ انداز میں ہوتی ہیں اور **کلمۃ الحق عند سلطان الجائر** کی صحیح مصداق ہیں، زیدی صاحب اور عمیر الہاشمی صاحب کی موجودگی رسالہ کے لیے بہت مفید ہے۔ حالاتِ حاضرہ کی برائیوں کی نشاندہی اور اس کا علاج بھی تحریر کریں تو بہت مفید ہوگا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ترجمان اسلام کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرماتے۔ اِن شاء اللہ اس کی اشاعت میں ہر ممکن تعاون کروں گا۔ فقط

محمد جمیل خان کراچی۔

مکرمی ومحترمی جناب اکرام القادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ترجمان اسلام جب سے جدید انتظام وطباعت سے مزین ہوکر منظر عام پر آیا ہے، احقر مسلسل اس کے جملہ مضامین پڑھتا ہے۔ مضامین پُرکشش اور جاذبیت سے لبریز ہوتے ہیں خصوصاً جناب کا اداریہ صحیح حقائق کو منظرِ عام پر لانے اکابرین جمعیۃ کے نظریات کی صحیح ترجمانی کرنے اور برسرِ اقتدار طبقہ اور اس کے حواریوں کو ٹھوس دلائل وبراہین سے جواب دینے میں بے مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں مزید قوت جرارت اور استقامت عطا فرمائے۔

فقط والسلام

آپ کا مخلص : محمد طیّب

ناظم نشریات جمعیۃ علماء اسلام آزاد جموں وکشمیر۔ کراچی۔

محترمی ومکرمی بھائی اکرام صاحب

السلام علیکم

امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوں گے۔ کافی دنوں سے آپ کو خط لکھنے کی سوچ رہا تھا. مگر تساہل سمجھیے کہ نہ لکھ سکا۔ بہر حال آج ہمت کرہی لی۔ سب سے پہلے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے ہمت کرکے پرچہ معیاری بنالیا اور مجھے امید ہے کہ اِن شاء اللہ خوب چلے گا۔ پہلے شمارے میں آپ کا مضمون "جمہوریت ہماری سیاست ہے" اور "ترجمانِ اسلام" نظم بڑی اچھی لگی. باقی مضمون بھی ماشاء اللہ بڑے اچھے تھے۔ خاص کر حضرت رائے پوریؒ کا۔ دوسرے شمارے میں آپ کی نظم "یہ جمہوریت ہے؟" پڑھ کر بڑی ہنسی آتی۔ تیسرے شمارے میں سب سے زیادہ ہنسی شعیب صاحب کے خط پر آئی اور آپ کی نظم "حکمرانو تمہیں" پڑھ کر تو عجیب حالت ہوئی۔ ویسے آپ نے اس نظم میں بالکل حقیقت کا رنگ بھرا ہے۔ ٢٠ دسمبر کے شمارہ کی نظم (شیشہ وجام کم) قمر ہاشمی صاحب کی قابلِ داد کوشش ہے۔

"مذاق شاعرانہ" نظم کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ فقط والسلام،

احقر خالد صدیق

خالد میڈیکل سٹور، ریلوے روڈ ساہیوال

محترم المقام اکرام القادری صاحب خوش رہو

السلام علیکم۔ سلام مسنونہ کے عرض کرتا ہوں کہ بہت مدت سے خواہش رکھتا ہوں کہ آپ کے اس قلم بالجہاد پر مبارک باد دے دوں، لیکن موقع نہ ملنے کی وجہ سے تاخیر ہوتی۔ میں نے جب ترجمان اسلام کی نئی طرز وترتیب دیکھی تو خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ اللہ کریم آپ کو اور سعی للکلمۃ **الحق** کی توفیق عطا فرمائے والسلام۔ احقر معراج الدین ہلال مروت

متعلم دار العلوم سرحد پشاور

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ محمد فاروق قریشی

تعلیمی اداروں میں غنڈہ گردی برداشت نہیں کی جائے گی

عبد المتین چوہدری

ہم اسلامی نظام تعلیم نافذ کر کے ہی دم لیں گے

رانا شمشاد علی خان

صوبہ پنجاب کے ضلعی کنونشنوں سے طلباء رہنماؤں کا خطاب

جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے زیر اہتمام ضلعی سطح پر منعقد ہونے والے انیس میں سے چھ کنونشن مکمل ہو گئے۔ ۹، ۱۰، ۱۱ جنوری کو مولانا منظور احسن محمودی کی سرپرستی میں رانا شمشاد علی خاں صوبائی صدر اور حافظ محمد طاہر صوبائی ناظم عمومی پر مشتمل ایک وفد نے ضلع ڈیرہ غازی خاں، ضلع ملتان اور ضلع مظفرگڑھ کے تربیتی پروگرام میں شرکت کی۔

ضلع ڈیرہ غازیخان

ضلع ڈیرہ غازی خاں تنظیمی حیثیت سے ابھی نوآموز ہے۔ تاہم حالات نہایت خوشگوار ہیں کنونشن میں تونسہ، جام پور، راجن پور اور دہوا سے آتے ہوئے مندوبین نے شرکت کی۔ مولانا منظور احسن، رانا شمشاد علی اور حافظ محمد طاہر پر مشتمل صوبائی رہنماؤں کا وفد ۹ جنوری کو صبح ساڑھے دس بجے جب ڈیرہ پہونچا تو طلباء کی کافی تعداد دفتر میں منتظر تھی۔

سہ پہر تین بجے تک انفرادی بات چیت شاخوں کی رپورٹیں، مشکلات کا جائزہ اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

سہ پہر ۳ بجے سے شام ساڑھے چار بجے تک جلسہ عام کمیٹی باغ میں منعقد ہوا۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں عوام اور طلباء نے شرکت کی۔ نماز مغرب کے بعد صوبائی صدر رانا شمشاد علی خان اور صوبائی ناظم عمومی حافظ محمد طاہر نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

نماز عشاء کے بعد جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ غازی خاں کے سرپرست حاجی غلام قاسم صاحب کی دعوت پر حافظ محمد طاہر نے مفصل تقریر کی۔ انہوں نے طلباء کو جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے تاریخی پس منظر، علماء حق کی سیاسی حیثیت اور نظام تعلیم کی اہمیت سے روشناس کرایا۔

ضلع ملتان

ضلع ملتان کا تربیتی کنونشن ۱۰ جنوری بروز جمعۃ المبارک قلعہ کہنہ قاسم باغ میں منعقد ہوا۔ دوسری شاخوں سے آنے والے ساٹھ سے زائد اور ملتان شہر کے پچاس سے زائد مندوبین نے شرکت کی۔ پہلی نشست سید نیاز احمد شاہ گیلانی کی صدارت میں ۱۱ بجے تا ۱ بجے دوپہر منعقد ہوئی جس میں مندوبین نے اپنی اپنی شاخ کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے بعد جناب رانا محمد یوسف ناصر نے مفصل ضلعی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ضلع ملتان میں تیس شاخیں اور پانچ سو کارکن طلباء سرگرم عمل ہیں۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا اور صوبائی ناظم عمومی نے جمعیۃ طلباء اسلام کا تعارف کرایا اور طلباء پر زور دیا کہ وہ غفلت شعاری کو ترک کر کے دنیا و آخرت کی بہتری کی خاطر جمعیۃ کی اسلامی انقلابی جدوجہد میں شریک عمل ہو جائیں۔

اس کے بعد مرکزی ناظم جناب عیدالمتین چوہدری نے اپنی مختصر تقریر میں تعلیمی اداروں میں بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی کی سخت مذمت کی اور طلباء کو مشورہ دیا کہ وہ للّٰہ الامر کے پرچم تلے جمع ہو کر موجودہ نظام کے خلاف آواز بلند کریں۔ اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے علماء حق کے ساتھ وابستہ ہو جانے پر طلباء کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

بعد از جمعہ قاسم باغ میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا جس میں لاکھوں کی تعداد میں عوام اور طلباء نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مفکرِ اسلام، مولانا مفتی محمود تھے۔ ضلعی صدر جناب محمد اشرف عاطف کی صدارت میں جلسہ ڈھائی بجے شروع ہوا۔ جلسہ کو خراب کرنے کے لیے سرکاری دورے پر سرحد کے "مردآہن" بھی ملتان پہونچ گئے اور چوک گھنٹہ گھر میں پولیس، فیڈرل فورس، سپیشل پولیس، سی آئی ڈی اور "عوامی غنڈوں" کے ذریعے عوام کو گھیر کر جلسہ کرنا چاہا، مگر تعداد دو اڑھائی سو سے تجاوز نہ کر سکی۔ دوسری طرف جلسہ گاہ کے ساتھ ہی پنجاب کی مقبولِ عام کھیل کبڈی کا میچ رکھا گیا۔ زور زور سے ڈھول بجا کر جلسہ کو سبوتاژ کرنے کی ناکام کوشش کی گئی جلسہ گاہ کا یہ عالم تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی حتیٰ کہ اخباری نمائندوں نے بھی قیوم خان کی "جلسی" میں جانا گوارا نہ کیا۔ پوچھنے پر

ایک نمایندے نے بتایا کہ ہم مفتی صاحب کو پاکستان کے عوام کا صحیح قائد تسلیم کرتے ہیں جبکہ قیوم خان کی اپوزیشن رہنماؤں کو گالیاں تو ہم روز شائع کرتے رہتے ہیں۔

جلسہ عام میں قاری عبدالرحمٰن قریشی، عبدالرؤف ربانی، حافظ محمد طاہر، رانا شمشاد علی اور عبدالمتین چوہدری نے خطاب کیا۔ بعد ازاں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے مکمل ایک گھنٹہ تک بلیغ خطاب فرمایا۔ (جو علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے)

ضلع مظفر گڑھ

۱۱ جنوری کو منعقد ہونے والے ضلع مظفر گڑھ کے کنونشن میں علی پور، کروڑ لعل عیسن، چوک منڈا اور بصیرہ سے آتے ہوئے مندوبین نے شرکت کی۔

پہلی نشست جس میں چالیس سے زائد طلباء شریک ہوئے۔ دو بجے دوپہر تک جاری رہی مندوبین نے علاقائی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا کروڑ لعل عیسن کی کارکردگی نہایت حوصلہ افزا رہی۔ بعد ازاں مولانا منظور احسن محمودی نے ماضی کے حوالوں سے نوجوانوں کی ذمہ داریاں جمعیۃ طلباء اسلام کا امتیاز اور قربانی کی ضرورت و اہمیت طلباء پر واضح کی۔ اس کے بعد رانا شمشاد علی خان نے تنظیمی اصول بیان کیے، جب کہ بعد نماز ظہر حافظ محمد طاہر نے جمعیۃ کی تاریخ، باطل تنظیموں کا جمعیۃ طلباء اسلام کے مقابلے میں متحد ہونا اور جمعیۃ کے کارنامے کے عنوانات پر مشتمل تقریر کی۔

آیندہ ضلعی کنونشن

۲۴ جنوری گوجرانوالہ بروز جمعہ
۲۵ " سیالکوٹ " ہفتہ
۲۶ " لاہور " اتوار
۳۱ جنوری بروز جمعہ : گجرات
یکم فروری بروز ہفتہ : جہلم

شرکاء مولانا عبدالقیوم صاحب مولانا غلام ربانی صاحب، مولانا زاہد الحسینی صاحب، مولانا محمد اللہ صاحب، سید نیاز احمد شاہ گیلانی، مولانا منظور احسن محمودی، مولانا قاری محمد اختر، سید مطلوب علی زیدی، میاں محمد عارف، عبدالمتین چوہدری، رانا شمشاد علی خاں، ندیم اقبال اعوان، ضیاء الرحمٰن فاروقی حافظ محمد طاہر، سید عشرت علی زیدی، محمد اقبال شروانی، عبدالروف ربانی اور محمد یوسف ولی اللّٰہی۔

شمولیّت

جمعیۃ طلباء اسلام جہلم کے ناظم نشریات جناب امجد نواز کی اطلاع کے مطابق گورنمنٹ کالج جہلم کے صدر جناب شیخ محمد اکرم نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا اور کہا کہ مَیں اور میرے تمام ساتھی ہر مرحلہ پر جمعیۃ کے کارکنوں کے دوش بدوش کام کریں گے۔ جمعیۃ طلباء اسلام جہلم کے صدر حافظ بدر السلام نے شیخ صاحب کو جمعیۃ میں شمولیت پر مبارک باد دی۔

دفتر کا افتتاح

جمعیۃ طلباء اسلام میر پور خاص کے دفتر کا افتتاح مورخہ ۳ جنوری بعد نماز جمعہ مولانا عبدالمالک نقشبندی نے کیا۔ پرچم کشائی سے قبل میر پور خاص جمعیۃ کے صدر اور صوبہ سندھ کے ناظم نشریات جناب محمد اسلم شیخ نے جمعیۃ طلباء اسلام کے مقاصد اور طریق کار سے متعلق مفصل تقریر کی۔

ہدایات

زلزلہ زدگان کے لیے تمام شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں سے امداد جمع کر کے فوری طور پر مرکزی دفتر ارسال کریں۔

سید مطلوب علی زیدی ناظم عمومی
جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

۲۔ پنجاب کے ضلعی کنونشنوں میں آئندہ کسی جگہ بھی جلسہ عام نہیں ہوگا۔ صرف تربیتی اجلاس ہوں گے۔ لہٰذا کوئی شاخ بھی جلسہ عام کا اہتمام نہ کرے۔

میاں محمد عارف
قائم مقام صدر ج۔ ط۔ ا پاکستان

۳۔ صوبہ سندھ کی تمام شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ فوری طور پر اپنا مکمل پتہ مع کوائف اپنے صوبائی دفتر کو مندرجہ ذیل پتے پر روانہ کریں

بشیر احمد قریشی۔ مدرسہ
مفتاح العلوم، گھاس مارکیٹ
حیدر آباد

محمد فاروق قریشی ناظم نشر و اشاعت
ج۔ ط۔ ا۔ پاکستان

ڈویژن بہاولپور کی تمام شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ فوری طور پر اپنے کالجوں کی الیکشن رپورٹ اور تنظیمی کارکردگی کی رپورٹ اس پتہ پر روانہ کریں :۔ ندیم اقبال اعوان صدر سٹوڈنٹس یونین ڈگری کالج چشتیاں

بقیہ مجلس عمل کا جلسہ

اکابرین حضرت مدنیؒ، حضرت شاہ جیؒ اور حضرت لاہوریؒ نے ایسے موقعوں پر ہمیشہ اتحاد کو برقرار رکھا ہے۔ مولانا فاروقی نے کہا کہ جو لوگ ان اکابرین کے مشن سے ہٹ کر کام کر رہے ہیں انہیں ان اکابرین سے نسبت قائم کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ ہمیں چاہیے کہ جب تک قادیانی مسئلہ عملاً حل نہ ہو جاتے کسی قسم کے افتراق کو ہوا نہ دیں، لیکن خدا جانے گنبد والی مسجد کے خطیب کو کونسی بات ناگوار گزری کہ اپنی مسجد سے سپیکر پر تقریر شروع کرادی۔ سپیکر پر اعلان ہونے لگا کہ جلسہ ختم کرو۔ اس شہر میں اتحاد برقرار نہیں رہنے دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ طالب علموں کو بھیج کر اعلان کرایا گیا۔ مسلمان دست گریبان ہوتے۔ پولیس خاموش تماشائی بنی رہی۔ بالآخر مجلس عمل کے کارکنوں نے جلسہ پر کنٹرول کر لیا اور جلسہ میں پیر طریقت خطیب مسجد گنبد والی کی اس حرکت اور تخریب کاری پر قرار داد مذمت پاس کی گئی۔ کارکنوں کی حوصلہ مندی اور تحمل سے جلسہ جاری رہا۔ اور مولوی صاحب اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

بعد میں گرفتاریاں عمل میں آئیں جس میں پولیس نے جانب داری سے کام لیا۔ لہٰذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ سب کچھ حکومت کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے ہوا۔

کام کرے گی وہ شام کو تھکی ماندی گھر یلو ذمہ داریوں کو پورا ہرگز نہیں کر سکتی۔ اس قسم کی دوہری ذمہ داریاں اس پر ڈالنا عدل و انصاف کے بھی خلاف ہے اس کی ذمہ داری گھر کی چار دیواری کے اندر تک ہی ہے۔ اس لیے اسکی تعلیم بھی ان ہی خطوط پر ہونی چاہیئے کہ وہ ایک اچھی ماں کا کردار بطریق احسن ادا کر سکے

بقیہ قومی انحطاط

کے لیے وقف کر دینا ہے تو وہ بہت بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں اور اس ارضِ پاک کو محفوظ و مامون کر سکتے ہیں۔

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان کو دشمن کبھی شکست نہ دے سکا اور جب تک اسلامی ملّت متحد و متفق رہی اور اسلامی اصولوں پر کاربند رہی اللہ تعالیٰ کے فتح و نصرت کے وعدے پورے ہوتے رہے۔ مسلمان کو اگر کبھی بھی شکست ہوئی تو وہ ان حالات میں ہوئی جب کہ اپنوں نے غداری کی اور جب کبھی اسلامی ملت کے اندر ملت ہی کے دشمن پیدا ہو جائیں تو ظاہر ہے کہ اسے متحد نہیں کیا جا سکتا اور جہاں اتحادِ ملّی ختم ہوا۔ ہاں وہ معاشرہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محروم ہو گیا۔ ذات باری تعالےٰ کے وعدے صرف ایسے معاشرے کے ساتھ پورے ہو سکتے ہیں جو اتحاد یقین محکم اور تنظیم کے معیار پر پورا اتر رہا ہو۔ قرآن حکیم میں امتوں کی تباہی کی مثالیں یہی انتباہ کرنے کے لیے بیان فرمائی گئی ہیں۔ ہماری تاریخ میں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ جب معاشرے کی اندرونی حالت بگڑی تو پھر نہ تقریریں کام آ سکیں، نہ بیانات اور نہ کوئی اور کوشش!

بقیہ: مولانا محمدؐ قاسم نانوتویؒ

۱۶۔ حضرۃ مولانا حاجی محمدؐ اسمٰعیل جھنجھانویؒ

۱۷۔ حضرۃ حافظ حاجی عبداللہ بن حافظ محمدؐ صابر صاحبؒ

۱۸۔ حضرۃ مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری

۱۹۔ حضرۃ میاں جیو لوز محمدؐ صاحب جھنجھانویؒ پیر و مرشد حضرۃ حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکیؒ (م ۱۲۵۹ھ)

۲۰۔ حضرۃ مولانا عبدالرزاق جھنجھانویؒ (م ۱۲۹۲ھ)

۲۱۔ حضرۃ شیخ عبدالغنی جھنجھانویؒ

بقیہ جواہرات

ہلاکت نہ ہو، یہ خوشی ہے اگر اس کے پیچھے غم نہ ہو۔ یہ لذتیں ہیں اگر ان کے ساتھ آفتیں ملی ہوئی نہ ہوں۔ یہ عزت ہے اگر اس کو سلامتی ہو۔ سلیمانؒ یہ سن کر اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

۵۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں خلیفہ ہشامؒ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے امیرالمومنین! چار باتیں مجھ سے یاد کر لیجیے۔ ان میں آپ کے ملک کا بھی فائدہ ہے اور رعیت کا بھی۔ ہشام نے کہا، بتاؤ! اس نے جواب دیا:

۱۔ کوئی ایسا وعدہ لوگوں سے نہ کرو جسے پورا کرنے کے سلسلہ میں تمہیں اپنے اُوپر اعتماد نہ ہو۔

۲۔ بلندیوں پر چڑھنا آسان ہو تو یہ بات آپکو دھوکہ میں نہ ڈالے جب کہ واپس پلٹنا مشکل ہو جاتے۔

۳۔ ہر عمل کی جزا ہے۔ اس لیے انجام سے ڈرتے رہنا۔

۴۔ معاملات بسا اوقات اچانک الٹ پڑتے ہیں۔ اس لیے بچ بچ کر چلنا۔

بقیہ اقوال افضل

۳۷۔ عشق کی ابتدا شیریں اور خوشگوار ہوتی ہے، اور پھر دشواریوں کا مرحلہ آتا ہے۔

۳۸۔ آمادہ بہ پیکار ہمسایہ دنیا کی سب سے بڑی مصیبت ہے۔

۳۹۔ موت جو محبوب کے قدموں میں آئے وہ ہزار زندگی سے بہتر ہے۔

۴۰۔ شخصی مسرتیں قومی ضرورتوں پر قربان کر دی جائیں تب ہی ملک کا بھلا ممکن ہے۔

خط لکھتے وقت

اپنا نام اور مکمل پتہ نہ بھولیں

(۵/۱۲)